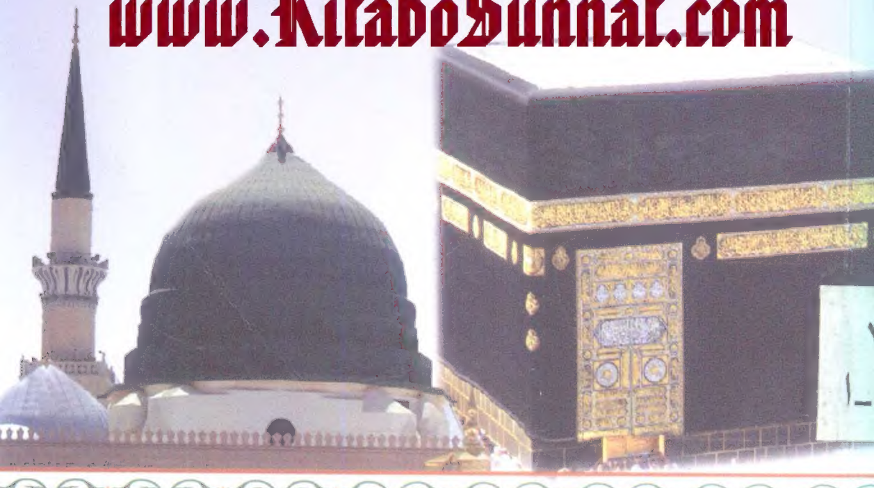
أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَ
أَطِيعُوا الرَّسُولَ

کیا اللہ تعالیٰ کہنا سُنّتِ مؤکدہ نہیں؟
کیا خدا کہنا سُنّت کے مطابق ہے؟



مؤلف رشید اللہ یعقوب

قارئین کرام!

اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے پہلے سنت مؤکدہ اور اہل السنۃ والجماعۃ کی تعریف کا ایک مرتبہ پھر اعادہ کر لیجیے اور اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے، اس لئے کہ میری بات پر غور کرنے کے لیے آپ کو اس کتاب کے ہر صفحے پر اس کی ضرورت پڑے گی۔

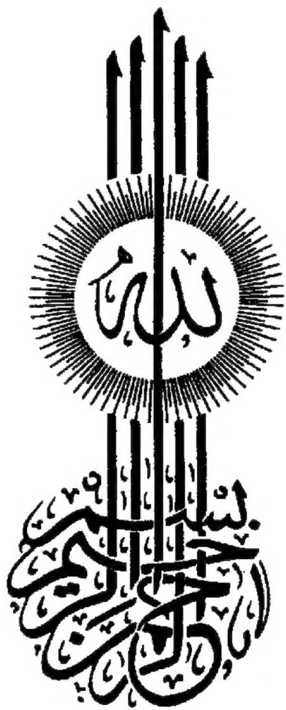
1. "**سنت مؤکدہ وہ فعل ہے** جس کو نبی ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو، اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت کرنے والا فاسق و گناہگار ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔" [1]

2. "**اہل السنۃ والجماعۃ** درحقیقت ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے، جن کے اعتقادات اور اعمال و مسائل کا محور حضور اکرم ﷺ کی سنت صحیحہ ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار مبارکہ ہوں اور وہ اپنے عقائد اور اصول حیات اور اخلاق و عبادات میں اسی راہ پر چلتے رہے ہوں جس پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام عمر چلتے رہے۔" [2]

---

[1] مسائل بہشتی زیور، ڈاکٹر مفتی عبدالواحد، تحقیق جامعہ مدنیہ، مجلس نشریات اسلام کراچی 2007 جلد اول صفحہ 32۔

[2] عقائد اہل السنۃ والجماعۃ مع دلائل، از شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد [illegible] 2007 صفحہ 21۔


الله
بسم الله الرحمن الرحيم

اس کتاب میں خاکسار نے

علمائے کرام، مفتیان عظام، خطبائے کرام وائمہ مساجد حضرات نیز دینی مدارس کے مدرسین وطلباء حضرات کے جذبۂ عشق ومحبت واطاعت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے عاجزانہ طور پر اپیل/التجا کی ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ جذبات حرکت میں آئیں گے اور یہ حضرات بزرگوں اور اکابر کی تقلید ترک کر کے صرف:

کلام اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں

اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ

ہی کہیں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ سورۃ المائدہ 5/104، سورۃ البقرہ 2/170 اور سورۃ لقمان 31/21 کی ان آیات کا اطلاق آج ان حضرات پر نہیں ہوتا:

﴿وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوۡلِ قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَآءَنَا ؕ﴾ (سورۃ المائدہ 5/104)

''اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اس کی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے۔''

کیا آباؤ اجداد کی تقلید قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور سنت رسول ﷺ پر فوقیت رکھتی ہے؟

کیا اصل الاصول قرآن وسنت نہیں ہیں؟

کیا تقلید آباؤ اجداد میں ''خدا خدا'' کہنے والے حضرات اس پر غور فرمائیں گے؟

اَطِیْعُوا اللّٰہَ

وَ

اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

کیا اللہ تعالیٰ کہنا سُنّتِ مؤکدہ نہیں؟
کیا خدا کہنا سُنّت کے مطابق ہے؟

مؤلف

رشید اللہ یعقوب

ناشر

رحمۃ للعالمین ریسرچ سینٹر

مکان نمبر 8، زمزمہ اسٹریٹ نمبر 3، زمزمہ،
کلفٹن، کراچی 75600، پاکستان
فون: 021-35877561
فیکس: 021-35877562

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا

یَا اللّٰهُ جل جلالہ

یَا رَحْمٰنُ * یَا رَحِیْمُ * یَا غَفَّارُ

اگر میں نے اِس کتاب میں ایسی کوئی بات لکھدی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور فرمودات کے برعکس ہے یا میں نے براہِ راست یا پوشیدہ کوئی ایسی بات تحریر کردی ہے جو آپ کے احکامات کے برخلاف ہے تو میں صدقِ دل سے توبہ کرتا ہوں اور آپکی رحمانیت اور رحیمی پر ایمان کے ساتھ معافی اور بخشش مانگتا ہوں۔

رشید اللہ یعقوب

مولف کی دیگر کتابیں

الصّلوٰۃ والسّلام علٰی رحمۃ للعٰلمین

جلداول بار اول تا سوم : دسمبر 1998 تا اگست 1999، تعداد 6200
جلددوم بار اول تا دوم : مئی 1999 تا اکتوبر 1999، تعداد 7500

تامل ترجمہ (مترجم: مولوی ایم ڈبلیو ایم رزین مظاہری، سری لنکا)

جلداول بار اول : 2006 تعداد 1000
جلددوم بار اول : 2007 تعداد 1000

اَسْمَاءُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، قرآن و حدیث کے مطابق

جلداول بار اول تا دوم : اکتوبر 2000 تا جنوری 2001، تعداد 5000
جلددوم بار اول تا دوم : اگست 2008 تا فروری 2009، تعداد 1500

کِتَابُ الدُّعَا وَالْاِسْتِغْفَار

پہلا ایڈیشن بار اول تا بار پنجم : فروری 2001 تا اگست 2008، تعداد 10000
دوسرا ایڈیشن بار اول تا بار ہشتم : دسمبر 2008 تا اکتوبر 2010، تعداد 23000

سندھی ترجمہ (مترجم: پروفیسر نثار بن قمر نورانی، حیدر آباد)

بار اول تا بار سوم : جولائی 2009 تا اکتوبر 2010، تعداد 5000

پشتو ترجمہ (مولانا سید حبیب اللہ مردانی، نوشہرہ)

بار اول : نومبر 2010 تعداد 1000

تامل ترجمہ (مترجم: مولوی ایم ڈبلیو ایم رزین مظاہری، سری لنکا)

زیر طبع

اللہ ربّ العٰلمین، خدا یا گوڈ

بار اول تا بار چہارم : ستمبر 2008 تا دسمبر 2009، تعداد 7000

سندھی ترجمہ (مترجم: پروفیسر نثار بن قمر نورانی، حیدر آباد)

بار اول : ستمبر 2007، تعداد 2000

تامل ترجمہ (مترجم: مولوی ایم ڈبلیو ایم رزین مظاہری، سری لنکا)

بار اول : جون 2009، تعداد 2000

پشتو ترجمہ (مولانا حبیب اللہ مردانی۔ نوشہرہ)

بار اول : اپریل 2010، تعداد 1100

اللّٰہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ اور خدا

بار اول تا دوم: جنوری 2010 تا مئی 2010، تعداد 5500

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ
کیا اللہ تعالیٰ کہنا سنت مؤکدہ نہیں؟
کیا خدا کہنا سنت کے مطابق ہے؟

مؤلف : رشید اللہ یعقوب

اشاعت اول : نومبر 2010ء / ذوالقعدۃ 1431ھ

تعداد اشاعت اول : 10000 (دس ہزار)

ناشر : رحمۃ للعلمین ریسرچ سینٹر

طباعت : الجنت پرنٹنگ پریس، کراچی۔

صدقہ جاریہ

ملنے کا پتہ رحمۃ للعلمین ریسرچ سینٹر

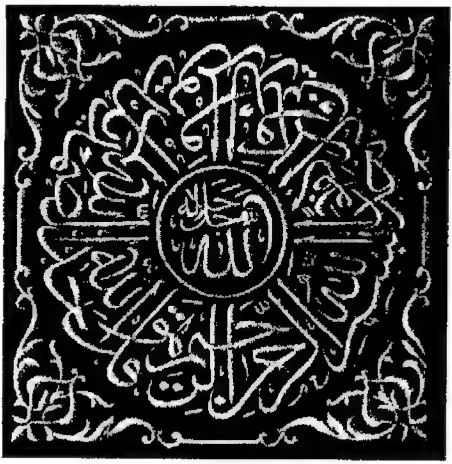
مکان نمبر 8، زمزمہ اسٹریٹ نمبر 3، زمزمہ، کلفٹن، کراچی 75600، پاکستان

فون: 021-35877561 فیکس: 021-35877562

جو صاحب بذریعہ ڈاک منگوانا چاہیں-/30 روپے کے ڈاک ٹکٹ رجسٹری خرچہ روانہ فرمادیں۔ شکریہ

فہرست ابواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ



قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ ۙ
وَلَمْ يُوْلَدْ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④

(سورۃ الاخلاص 112)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

''کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

(سورۃ الشوریٰ 42۔ آیت 11)

وَمَا تَوْفِيقِيٓ اِلَّا بِاللّٰهِ

"اور مجھے توفیق کا ملنا اللہ تعالیٰ ہی (کے فضل) سے ہے۔"

(سورہ ھود 11۔ آیت 88)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اُن مسلمانوں کے نام جو

1. قرآنی احکامات
2. سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
3. صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین ائمہ اربعہ اور جمہور اکابرین کے عمل

کی تقلید کرتے ہوئے اس کائنات کے وحدہ لاشریک خالق و مالک کو

اَللّٰہُ

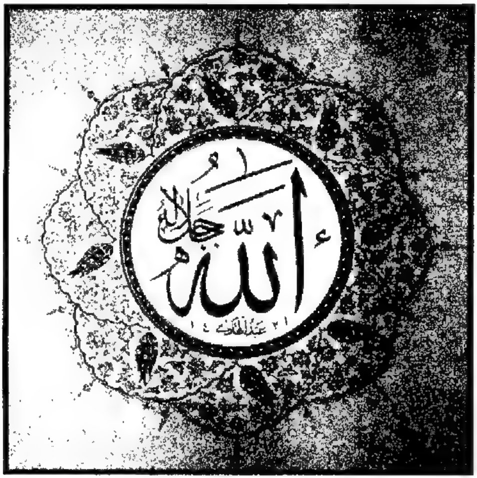
ہی کہہ کر پکارتے ہیں

اور اس کا کوئی دوسرا مثل نہیں ڈھونڈتے اس لئے کہ ان کا ایمان ہے

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾

''کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

(سورۃ الشوریٰ 42۔ آیت 11)



قرآن مجید کی 6236 آیات میں اسم ذات اللہ تعالیٰ
2699 مرتبہ بتکرار نازل ہوا ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

عرض مؤلف

حامیان لفظ خدا، گوڈ (وغیرہ) ان ناموں کے جائز ہونے کے جواز کے طور پر دو باتیں کہا کرتے ہیں۔

1. یہ فارسی کا لفظ ہے اور صدیوں سے اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔
2. اس پر امت کا اجماع ہے۔

اور سوال کرنے والے کو اکثر ڈانٹ دیا کرتے تھے (یہاں تک کہ جہنم کی وعید تک سناتے تھے۔)

اپنی پہلی کتاب ''اللہ رب العالمین، خدا یا گوڈ (God)'' میں خاکسار عامی نے یہ ثابت کیا تھا کہ لفظ خدا پہلوی زبان سے فارسی میں آیا تھا اور یہ بھی تحقیق طلب ہے کہ کیا یہ پہلوی میں اوستا زبان سے آیا ہے۔[1]

اپنی دوسری کتاب ''اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خدا'' میں یہ ثابت کیا تھا کہ لفظ خدا کے استعمال پر کوئی اجماع نہیں ہوا تھا، اجماع کہہ کر سوال کرنے اور پڑھنے والوں کو مرعوب تو کیا جاتا رہا مگر کسی نے ثابت نہیں کیا۔[2] یہ بات بھی خاکسار کی تائید میں جاتی ہے کہ ان مذہبی رسائل میں جنہوں نے کتاب پر تنقیدی تبصرہ شائع کیا، اس مرتبہ کسی نے بھی اجماع کا ذکر نہیں کیا، ان کا اب انداز استدلال بدل گیا ہے اور وہ اس پر اصرار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ ہزار سال سے استعمال ہو رہا

---

[1] حال ہی میں مجھے Yasht کا اوستا سے انگریزی کا ترجمہ ملا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوستا کا لفظ تھا میری تحقیق ہنوز جاری ہے (تفصیل کیلئے دیکھیے تتمہ اول صفحہ 119 بعنوان ''خدا'')

[2] یہ دونوں کتب 50 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائی جا سکتی ہیں۔

ہے اور ہمارے آباؤ اجداد یہ لفظ برصغیر پاک و ہند میں قرآن مجید، تفاسیر اور احادیث کے تمام تراجم اور دیگر مذہبی کتابوں اور رسائل میں استعمال کرتے رہے ہیں۔

یہی بات یہ خاکسار بھی کہہ رہا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہزار سال کے استعمال کی وجہ سے وہ اسے جائز قرار دیتے ہیں [1] اور وہ یہیں پر نہیں رکتے بلکہ اور آگے جا کر یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں کسی بھی زبان میں جو لفظ معبود کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، وہ بھی اللہ وحدہ لاشریک کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے مثلاً God، Theos، Dios، بھگوان، ایشور، بدھا۔ دنیا میں چونکہ سب لوگ مسلمان نہیں ہیں اور آج بھی دنیا میں ہر 5 آدمیوں میں سے صرف ایک مسلمان ہے، اس لیے جو 4 آدمی بچتے ہیں وہ دو، تین یا سینکڑوں ہزاروں معبودوں کے قائل ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ شرک یا کفر کے ماننے والے ہیں۔ اور چونکہ یہ تمام مذاہب، عقائد ہزاروں سال پرانے ہیں تو لازم ہے کہ یہ تمام نام بعثت نبوی ﷺ کے وقت بھی رائج تھے، پھر کیا وجہ ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ نے اپنے معبود برحق اللہ تعالیٰ کے لیے یہ نام اختیار نہیں کیے اور خود آپ ﷺ نے اور آپ کے خلفاء راشدین و صحابہ رضوان اللہ علیہم نے نہ خود اختیار کیا اور نہ ہی کسی بھی نومسلم کو اپنے پرانے معبودوں کا نام اللہ وحدہ لاشریک کے لیے اختیار کرنے کی اجازت دی، جواب ظاہر ہے کہ جب قرآن کریم میں خود واحد خالق و مالک نے حکم دیا قل ھو اللہ احد اور اپنے آپ کو 2699 مرتبہ اللہ کے نام سے پکارا تو کس کی مجال ہو سکتی تھی کہ وہ اس وحدہ لاشریک معبود، اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی ایسا نام اختیار کرتا جو بعثت نبوی کے وقت ہزاروں سال پہلے سے ثنویت، تثلیث اور کثرت معبود کی علامت ہو۔

---

[1] اگر مدت استعمال ہی جائز ناجائز کا معیار ہے تو پھر ہندومت اور اس کے معبودوں کی تاریخ تو 4-5 ہزار سال پرانی ہے۔ یہ حضرات اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

علاوہ ازیں:

1. اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسلام کو پسند فرما کر دین مکمل کر دیا اور دیگر تمام مذاہب وعقائد کو مع ان کے معبودوں کے باطل، مشرک اور کافر قرار دیدیا۔

2. اور جب دین مکمل ہو گیا اور اسم ذات اور سینکڑوں صفاتی ناموں کو گنوا دیا، تو اسمائے ذاتِ معبود جو دنیا بھر میں رائج ہیں جو حامیان لفظ خدا اب جائز قرار دیتے ہیں، ان کی طرف قرآن نے اشارہ تک کیوں نہیں کیا بلکہ......

3. اسلام کے علاوہ تمام دیگر مذاہب وعقائد کو اور ان کے معبودوں کو خواہ دو ہوں، تین ہوں، سینکڑوں ہوں یا ہزاروں ہوں، تمام کے تمام کو باطل قرار دے دیا تو پھر وہ فارس خراسان اور ہندوستان میں حق تعالیٰ کے لیے جائز کیسے ہو گئے۔؟

4. رسول مقبول ﷺ نے اپنی ساری زندگی ان مذاہب اور ان کے معبودوں کی نکیر کی۔ ان سب سے لڑے اور ان کو باطل قرار دیا اور کبھی بھی ان میں سے کسی بھی معبود کا نام نہ خود لیا اور نہ ہی ان نومسلموں کو جو اپنے مذاہب اور عقائد چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے، ان کو ان ناموں کو لینے کی اجازت دی۔

5. کیا وجہ تھی کہ خلفائے راشدین، جن کے دورِ حکومت میں اسلام اس وقت کی تقریباً ایک تہائی دنیا میں پھیل گیا تھا، نے بھی کسی نومسلم کو اپنے پرانے معبودوں کے نام اللہ وحدہ لاشریک کے لیے استعمال نہیں کرنے دیئے۔

6. کسی بھی صحابی رضوان اللہ علیہم، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ رحمھم اللہ علیہم نے اس کی اجازت دی نہ خود کبھی ان ناموں کو استعمال کیا۔

7. پھر وہ کونسی قرآنی یا سنت کی دلیل ہے جس کی بنا پر حامیان لفظ خدا، ان تمام باطل معبودوں کے نام/ اعلام کو حق تعالیٰ کیلئے جائز سمجھتے ہیں۔ کیا کبھی ان صاحبان نے سوچا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور اس کی زد کہاں کہاں پڑ رہی ہے۔ ایک

غلط العام لفظ/ غلط عادت کا دفاع کرتے ہوئے وہ کتنی دور تک چلے گئے ہیں۔

دیگر یہ کہ کتب سیرت، احادیث، تاریخ اور علمائے کرام و مفتیان عظام سب اس اہم بات پر متفق ہیں کہ:

> رسول اللہ ﷺ نے اور خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے مسلسل اور مستقل اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی پکارا اور اللہ وحدہ لاشریک کو کسی بھی ایسے نام سے نہیں پکارا جو بعثت نبوی کے وقت ہزار ہا سال سے ثنویت، تثلیث اور کثرت معبود کی علامت تھے جن میں خدا اور گوڈ بھی شامل تھے۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ:

> وہ قول، فعل و عمل جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو بغیر کسی عذر کے ترک نہ کیا ہو وہ سنت مؤکدہ ہے کہ نہیں:

> جواباً صرف اور صرف یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ ہے اور یقیناً ہے۔ اور ہر مسلمان کو اس سنت مؤکدہ پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا چاہیے اور دیگر کسی ایسے نام سے نہیں پکارنا چاہیے جس سے رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں پکارا۔

یہ بات اس لیے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ عام مسلمان بالعموم اور ہر عالم و مفتی، خطیب و ائمہ مساجد حضرات بالخصوص صبح بیداری سے لے کر شب خوابی تک ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی سنت کے مطابق گزاریں، یہاں تک کہ قرآن میں فرض قرار دی گئی عبادات بھی سنت کے مطابق ادا کرتے ہیں اور ہر ممکن کوشش کرتے

ہیں کہ ان فرض عبادات کی ادائیگی میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی سنتِ رسول اللہ ﷺ بھی ترک نہ ہو جائے۔تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک طرف تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج کے ایک عام مسلمان کا یہ ہی عمل رہا ہے اور پیدائش سے لیکر لحد تک ہر فرض و نفل عبادت، قول و فعل اور عمل تو سنت کے مطابق کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کو سنت مؤکدہ کے مطابق صرف اللہ تعالیٰ ہی کہنے کے بجائے نہ صرف خدا، God (گوڈ) کہنے پر بضد اور مصر ہیں بلکہ یہ حامیان لفظ خدا اپنی اس ہٹ دھرمی میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ یہ حضرات دنیا کی تمام زبانوں اور مذاہب میں ان کے معبودوں کے ناموں کو، جو ظاہر ہے کہ مشرکین و کافرین کے معبود ہیں، جائز قرار دیتے ہیں؟

اس کتاب میں اس خاکسار نے عام مسلمانوں اور خاص طور پر علمائے کرام، مفتیان عظام، خطیب وائمہ مساجد اور دینی مدرسوں کے معزز مدرسین اور طلباء حضرات سے ان کے عشق و محبت اور جذبۂ اطاعت اللہ تعالیٰ اور اطاعت رسول ﷺ کی بنا پر یہ اپیل کی ہے کہ جس طرح وہ ہر فرض و نفل عبادت اور دیگر امور حیات میں صبح سے رات تک سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں اسی طرح سنت مؤکدہ رسول اللہ ﷺ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے پکاریں جس کا حکم قرآن کریم نے دیا ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کا مسلسل اور مستقل عمل رہا اور اس لیے واجب العمل ہے۔ *

اور اس نام سے نہ پکاریں کہ جس کی نہ قرآن کریم نے اجازت دی ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی اپنی زبان مبارک سے اسے ادا کیا۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ہر عبادت و عمل میں تو سنت پر زور دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے قرآنی نام اور سنت مؤکدہ کو اپنانے میں یہ لیت و لعل اور حیل وحجت کی جاتی

* ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر مزید بحث اس ناچیز کی آئندہ کتاب ''لا الٰہ الا اللہ، حرمت، عظمت، اجر و ثواب'' میں کریں گے۔

ہے۔آخرایسا کیوں ہے؟ کیا ہم وضو، جماعت، نماز (صلوٰۃ)، روزہ، زکوٰۃ، حج کی سنتیں چھوڑ سکتے ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔تو پھر اسم ذات معبود برحق کا نام سنت مؤکدہ کے مطابق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کیوں نہیں لیتے۔ اور اس اہم ترین سنت کو چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔مگر اپنی ''خدا'' کہنے کی عادت کو ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔اس میں کیا تکلیف ہے؟ کیا تکلف ہے؟ کیا شرعی جواز ہے؟ سوائے اس کے کہ ہمارے باپ دادا یہ نام (خدا) ہزار سال سے لیتے آئے ہیں۔اگر یہی بات ہے تو پھر یہ سوچیے کہ قرآن کریم جو ہر دور کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے، اس کی یہ آیت آج کن حضرات پر لاگو ہوتی ہے؟

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا ط﴾ (سورۃ المائدہ 104/5)

''اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اس کی اور رسول اللہ کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا وہی ہمیں کافی ہے''۔ ❶

آباؤ اجداد کی یہ تقلید زندگی کے آخری سانس کے ساتھ دنیا میں رہ جائے گی، قبر میں صرف اطاعت اللہ تعالیٰ و اطاعت رسول اللہ ﷺ ہی جزا اور سزا کا معیار قرار پائے گی اور یاد رکھیے وہاں صرف اللہ ہی اللہ ہے نہ خدا کام آئے گا نہ گوڈ، صرف اور صرف......

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہی کام آئے گا۔آیئے! زندگی میں اسی نام کو حرز جان بنالیں کہ قرآن اس نام کا

❶ مزید دیکھیے سورۃ البقرۃ 170/2، سورۂ لقمان 21/31

2699 مرتبہ بتکرار ذکر کرتا ہے اور سورۂ اخلاص میں خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾

''کہو کہ اللہ ایک ہے۔''

یہ صیغہ حکم کا ہے[1] اور حکم ہے دو باتوں کا:

اللہ کہنے کا اور اسے واحد ماننے کا۔

اور یہ بات کن لوگوں کو کہنے کا حکم ہے؟

1. ان مشرکوں اور کافروں کو جو وحدت معبود کے قائل نہ تھے۔
2. ان مجوسیوں کو جو ثنویت (دو خداؤں) کے ماننے والے تھے۔
3. ان عیسائیوں کو جو تثلیث کے ماننے والے تھے اور اس تثلیث کا نام اس وقت Theos اور Deus تھا اور آج کل اس تثلیث کا نام انگلش میں God اور اردو فارسی میں خدا، خداوند ہے۔
4. ان دیگر مشرکوں اور کافروں کو جن کے معبودوں اور بتوں کی تعداد کی حد وحساب نہ تھا، ہر جاندار، بے جان چیز معبود سمجھی جاتی تھی۔ اور خود رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

من قال لاالہ اللہ وحدہ لاشریک لہ اطاع بھا قلبہ وذل بھا لسانہ وشھد ان محمداً رسول اللہ حرمہ اللہ علی النار.

ترجمہ: جس شخص نے لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ کہا اور اس پر اس کا دل مطمئن ہو گیا اور اس کی زبان اس کے ساتھ مانوس ہو گئی اور اشھدان محمد رسول اللہ کا بھی قائل ہوا..... تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیں گے۔[2]

---

[1] اس پر مزید بحث آئندہ کتاب میں ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

[2] طبرانی فی الاوسط بروایت سعد بن عبادہؓ۔ کنز العمال، حدیث 207

آپ خود فیصلہ کر لیجیے

❶ اگر کلمہ شہادت پر دل مطمئن ہو گیا تو پھر اللہ وحدہ لاشریک کے لیے کسی اور نام کی جستجو کیوں ہے جبکہ قرآن وسنت سے ماخوذ اسماء اللہ عزوجل کے علاوہ دیگر تمام نام مشرکوں اور کافروں کے معبودوں کے نام ہیں۔

❷ زبان مانوس ہر وقت ولحہ صرف اللہ، اللہ کہنے سے ہوگی یا خدا، یزد، داور، گوڈ، Theos، Deus، Dios، بھگوان، ایشور، برھما، بدھا اور دنیا کی دیگر 7000 سے زائد زبانوں میں معبودوں کے نام کی گردان کرنے سے۔

فیصلہ آپ کو کرنا ہے اس لیے کہ:

﴿وَ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۃ النحل 93/16)

''اور جو عمل تم کرتے ہو (اس دن) ان کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔''

﴿وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى﴾ (سورۃ فاطر 18/35)

''اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ ہٹانے کو کسی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہیں اٹھائے گا اگرچہ قرابت داری ہو۔''

آپ کسی بھی حامی لفظ خدا سے پوچھ لیجیے، مفتی صاحب سے فتویٰ لے لیجیے، عالم صاحب کا مضمون پڑھ لیجئے، خطیب صاحب کا خطبہ سن لیجئے یا مسجد کے امام صاحب سے وضاحت مانگ لیجئے، ان میں سے ہر ایک یہ کہے گا کہ:

''اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنا افضل ہے مگر خدا (اور دیگر معبودوں) کے نام سے پکارنا بھی جائز ہے۔''

اب عام مسلمان اور خاص طور پر دینی مدارس کے طلباء حضرات کو ان صاحبان سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ:

1. اگر اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا افضل ہے تو پھر افضل نام چھوڑ کر کم تر/ غیر افضل نام کیوں لیا جائے، آخر اللہ تعالیٰ کہنے میں، جو قرآن کا حکم اور سنت مؤکدہ ہے، اعتراض کیا ہے؟ ہم اپنے معبود کے لیے جس کے سینکڑوں صفاتی نام ہیں، مشرکوں اور کافروں کے معبود کا نام ادھار کیوں لیں؟ خاص طور پر جبکہ وہ اعلیٰ وارفع ذات خود کہہ رہی ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (سورۃ الشوریٰ 42/11)

"اُس جیسا کوئی نہیں ہے۔"

ساری زندگی اپنی فانی ذات کے لیے تو افضل کی تلاش اور اس کائنات کی افضل ترین وحدہ لاشریک ذات کے لیے کمتر نام کا دفاع اور اس پر اصرار!!

2. اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب/عقیدے کے لوگ مشرکین وکافرین میں شمار ہوتے ہیں تو ان کے معبودوں کے نام جو ظاہر ہے شرک اور کفر کی علامات ہیں اللہ وحدہ لاشریک کیلئے جو اس دنیا اور اگلی دنیا میں وحدت معبود کی واحد علامت ہے، کیسے جائز ہو گیا؟۔

ان سوالوں کے جواب میں وہ یہی کہیں گے کہ:

"خدا کہنا جائز ہے۔ ہزار سال سے استعمال ہو رہا ہے" نہ قرآن کریم کا کوئی حوالہ نہ حدیث، نہ کوئی آثار صرف ان کا فیصلہ کہ اس لیے جائز ہے کہ ہمارے باپ دادا استعمال کرتے آئے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے باپ دادا ایسے دور میں رہتے تھے جہاں بادشاہِ وقت کو مجوسی روایات (جن کو انہوں نے اختیار کیا) کے مطابق "ظل

الٰہی'' اور اللہ کا پسند فرمودہ سمجھا جاتا تھا۔

جب ایک مسلمان بادشاہ کے سامنے دوسرا مسلمان، مجوسی روایات کے مطابق، سجدہ کرتا تھا۔ جس دور میں اولیائے کرام اپنے مریدوں کے لیے، ان کے سامنے ''سجدۂ تحیت'' کو جائز سمجھتے تھے۔ ❁
وہاں اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ خدا کے استعمال کے جائز، ناجائز ہونے کی کس کو پروا تھی؟

بادشاہ وقت ساری مملکت کا مالک و مختار سمجھا جاتا تھا اور اس کی ریاست میں موجود مسلم اسکالر اور مسلم فقیہہ (جیورسٹ) اس کو اسلامی احکام یاد دلانے کے اور ان کو نافذ کرانے کے بجائے، بادشاہ کے ہر قدم کی شرعی توضیح کرتے تھے۔

ان بادشاہوں نے شریعت نافذ کرنے کی کبھی بھی کوشش نہیں کی، بلکہ ان تمام مجوسی شاہان وقت کی روایات، شاہانہ ٹھاٹ باٹھ، اور ریاست اور عوام پر مکمل کنٹرول حاصل کرنا، بیت المال کو ذاتی خزانہ سمجھنا وغیرہ کی ان دینی حلقوں نے نہ صرف تائید کی بلکہ غیر شرعی مگر منطقی دلائل کے ڈھیر لگا دیے۔ ❁

❁ دیکھیے تتمہ سوم صفحہ 133 اس پر بحث ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے ایڈیشن میں کریں گے۔
❁ تفصیل کے لیے دیکھیے ڈاکٹر مبارک علی کے روزنامہ ڈان انگریزی، کراچی کے مضامین:

(1) ...Muslim Kingships,Sunday,11-07-2010
(2) Kingship and Court Ceremonies,Sunday,25-07-2010
(3)......Symbols of Royalty,Sunday,08-08-2010
(4)......Court etiquette,Sunday,17-10-2010

کتاب ''اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خدا'' میں مجھ ناچیز کی ایک طالب علمانہ رائے تھی۔ ان مضامین میں ایک تاریخ دان کی چشم کشا تحریر ہے۔ حامیان لفظ خدا کو یہ مضامین ضرور پڑھنے چاہئیں، مجھ ناچیز کو خط لکھ کر فوٹو کاپیاں منگوائی جا سکتی ہیں۔

اس لیے یہ حضرات حامیانِ لفظ خدا آج بھی صرف اپنے باپ دادا کی ایک عادت جو اس وقت کے حالات کے مطابق جڑ پکڑ گئی تھی، کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ یہ لفظ اصل الاصول نہ تھا بلکہ غلط العام تھا۔

یہ حضرات جو تقلید کے قائل ہیں، یہ اصول اہل سنت والجماعت بھی بھول جاتے ہیں کہ:

"تقلید سے قرآن وسنت ہی کی پیروی اور اتباع مقصود ہوتی ہے، تقلید میں مجتہد کی حیثیت صرف شارح کی ہوتی ہے کہ مقلد اس کی تشریح وتعبیر پر اعتماد کرتا ہے نہ کہ مجتہد کو بذات خود واجب الاطاعت سمجھ کر اس کی اطاعت کرتا ہے، کیونکہ واجب الاطاعت ذات صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے، رسول ﷺ کی اطاعت بھی اس لیے واجب ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے احکام الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے۔" ❶

اور یہ ہی ان حضرات حامیان لفظ خدا کا اصل مسئلہ ہے۔ یہ تقلید باپ دادا سے باہر نکلنا نہیں چاہتے، اسی لیے قرآن وسنت کے دائرے سے صرف اس موضوع پر نکلنا چاہتے ہیں، بہت سی الٹی سیدھی دلیلیں دیتے ہیں صرف اس لیے کہ ان عادات وکتب کا کیا ہوگا جن میں خدا، خدا، خدا کی بھرمار ہے؟ قرآن کے ان ترجموں کا کیا ہوگا جس میں اللہ کا ترجمہ خدا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہی حامیان لفظ خدا، خود ہی فتویٰ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا، اسم ذات ہونے کی وجہ سے، ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرے لفظوں میں یہ حضرات یہ کہہ رہے ہیں، فتویٰ دے رہے ہیں کہ جن حضرات نے قرآن کریم میں اللہ کا ترجمہ کیا، وہ درست نہ تھا، جنہوں نے احادیث میں اللہ

❶ مزید تفصیل کیلئے دیکھیے تحفہ دوم، صفحہ 127 بعنوان "تقلید واجتہاد" ماخوذ از عقائد اہل السنۃ والجماعۃ (مدلل) مفتی محمد طاہر مسعود شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا، 2007ء

تعالیٰ کا ترجمہ خدا کیا، اور آج بھی خود مذہبی رسائل میں جب کسی آیت یا حدیث کا ترجمہ کرتے ہیں تو خدا کرتے ہیں، درست نہیں ہے۔

یہ حامیانِ لفظ خدا مفتی صاحبان فتویٰ تو یہی دیتے ہیں مگر کھل کر یہ نہیں کہتے کہ اللہ کے لیے لفظ خدا (یا دیگر معبودوں کے نام) کا استعمال نہ کبھی درست تھا نہ اب ہے، مگر ان ہی کے دارالعلوم سے جاری ہونے والے رسائل میں فتاویٰ کے باوجود آج بھی اللہ تعالیٰ کا ترجمہ خدا ہی ہوتا ہے، شاید اس لیے کہ باپ دادا کی روایت مرنے نہ پائے کیا یہ قول اور فعل کا تضاد نہیں ہے؟

جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

حالانکہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مترجم قرآن حضرت مولانا فتح محمد جالندھریؒ نے قرآن کا ترجمہ کیا تو اس میں ہر جگہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ خدا کیا تھا، مگر اب چونکہ عام مسلمان کو بھی، اگر وہ جامد مقلد نہیں ہے، اس کا ادراک ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن کے حکم اور سنت موکدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ ہی کہنا چاہیے، اس ترجمہ میں ہر جگہ خدا کو ہٹا کر ''اللہ تعالیٰ'' لکھ دیا گیا ہے اس میں سے ایک ترجمہ قرآن سوسائٹی پاکستان، جلالپور جٹاں، گجرات مطبوعہ 2008ء سے اور دوسرا افاران فاؤنڈیشن لاہور مطبوعہ 2010ء سے چھپا ہے۔ اس کے علاوہ پاک کمپنی لاہور کا حوالہ نمبر I-D/100 (مطبوعہ 2009ء) جس میں مولانا رفیع الدینؒ دہلوی کا لفظی ترجمہ مع مولانا فتح محمدؒ جالندھری کا ترجمہ یکجا شائع کیا ہے، اس میں بھی لفظ ''خدا'' کو ''اللہ تعالیٰ'' سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس نسخہ کی ایک اور خوبی ہے کہ اردو ترجمہ میں بھی ''اللہ'' لکھا گیا ہے ''اللّٰہ'' نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام ناشرین کو خوب جزائے خیر دے۔ (آمین) [1]

---

[1] خواہش مند حضرات خط لکھ کر بطور ہدیہ منگوا سکتے ہیں

اس کی ایک مثال یوں بھی دی جاسکتی ہے کہ ہماری بیشتر قدیم تفاسیر ایسی اسرائیلی روایات سے ''مزین'' ہیں جن میں سے بیشتر اسرائیلی خرافات میں شمار کی جاتی ہیں۔ بعد کے مفسرین نے ان کو شامل نہیں کیا۔[1] اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جن مفسرین نے یہ روایات لیں انہوں نے کوئی غلط کام دانستہ کیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت وہ روایات ہر خاص و عام میں پھیلی ہوئی تھیں اس لیے تفاسیر میں بھی جگہ پا گئیں مگر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اور تحقیق کے نئے زاویے اور وسائل پیدا ہوئے۔ آہستہ آہستہ یہ روایتیں بعد کی تفاسیر سے ناپید ہوگئیں یعنی نکال دی گئیں مگر اس سے ان مفسرین پر کوئی حرف نہ آیا، جنہوں نے یہ روایات اس وقت کے رواج کے مطابق لی تھیں، بالکل اسی طرح جن علماء مفسرین، مترجمین نے قرآن وحدیث میں اور اپنی دیگر کتب میں اللہ تعالیٰ کا ترجمہ ''خدا'' استعمال کیا وہ اس وقت کا رواج تھا، غلط العام تھا، ایک خاص زبان وتہذیب کا اثر مع شاہانہ ضرورت وعادت تھی، اس لیے ان حضرات کی نیت پر کسی کو شک نہیں کرنا چاہیے، اس سے ان حضرات کی مسلمہ دینی اہمیت اور تقوے پر فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور اپنی شایانِ شان خوب خوب جزائے خیر دے۔ (آمین)

میں کیوں فتنہ [illegible]

کئی محترم حامیان لفظ خدا نے مجھے فون کیے اور خطوط لکھے کہ میں اس بحث کو شروع کر کے ایک فتنہ پھیلا رہا ہوں، گو کہ میں اس قسم کے الزامات کو اعتراف شکست سمجھتا ہوں مگر یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس پوری بحث میں میرا ذاتی فائدہ قطعاً نہیں ہے، نہ ہی کسی نام ونمود کی غرض ہے، نہ میری کوئی جماعت ہے نہ گروہ ہے، حنفی

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھیے مقدمہ ابن خلدون اور تفاسیر میں اسرائیلی روایات، مولانا نظام الدین اسیرادروی، فینس پبلشرز، کراچی، 2005ء

ہوں اور فقہ حنفی پر عمل کرتا ہوں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے، مجوسی نژاد اور ایرانی نژاد ہونے کے باوجود، نہ خود کبھی خدا کہا اور نہ ہی ان ہزاروں شاگردوں کو اجازت دی جو پوری اسلامی حکومت کے اندر اور باہر سے طلب علم کے لیے آپ کے پاس آتے تھے۔ ایمان رکھتا ہوں کہ ایک وقت کا نمازی بے نمازی سے بہتر ہے، تقوے کی اہمیت ہے اور فخر وتکبر تو صرف اور صرف اللہ وحدہ لا شریك کو سزاوار ہے باقی ہم سب اس کے سامنے حقیر وفقیر ہیں۔

میری تو صرف ایک ہی تمنا ہے، ایک ہی خواہش ہے، ایک ہی دعا ہے کہ.....

دنیا کا ہر مسلمان بالخصوص وہ صاحبان جو اللہ وحدہ لا شریك کو دنیا کی کسی بھی زبان میں مشرکوں اور کافروں کے معبودوں کے نام سے پکارنے کو جائز قرار دیتے ہیں وہ ان ناموں کے بجائے صرف قرآن وسنت میں موجود ومستعمل نام ''اللہ تعالیٰ'' سے پکاریں اور اسی ذات اور اسی نام کے عاشق اور دیوانہ بن جائیں:

اللّٰھم افتح مسامع قلوبنا لذکرک وارزقنا طاعتک وطاعة رسولک وعملاً بکتابک.

ترجمہ: ''یا اللہ تعالیٰ ہمارے دل کے کان اپنے ذکر کے لیے کھول دیجیے اور اپنی اور اپنے رسول کی حکم برداری اور اپنی کتاب (قرآن) پر عمل کرنا ہمیں نصیب فرما دیجیے۔''[1]

یکے از حامیان لفظ خدا نے مجھے ایک طویل تقریباً 10 صفحے سنگل لائن میں خط لکھا، میں نے ان کو جو جواب دیا دیگر حامیان لفظ خدا کی خدمت میں بھی عرض کیا اس کا مختصر اقتباس پیش کرتا ہوں۔

''اگر حامیانِ لفظ خدا کی بات درست مان لی جائے کہ ہر زبان میں معبود کے نام سے اللہ وحدہ لا شریك کو پکارا جا سکتا ہے تو ذرا تصور فرمایئے کہ کسی ایک کمرے / ہال میں صرف 20 مختلف ملکوں کے مسلمان بیٹھے ہوئے ہوں اور اپنی اپنی

[1] عن علیؓ، طبرانی فی الاوسط۔

زبان میں اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہوں اور کوئی خدا، کوئی God، کوئی Theos، کوئی Deus، کوئی Dios، کوئی برہما، کوئی بدھا، کوئی Yahwah اور اس طرح 20 زبانوں کے معبودوں کے ناموں سے پکار رہا ہو۔

اور ایک دوسرے کمرے میں دنیا کے 200 سے زائد ممالک میں رہنے والے 7000 سے زائد زبانیں بولنے والے مسلمان ایک جگہ جمع ہوں اور اپنے معبود برحق اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام مبارک سے پکار رہے ہوں۔ (جسکی زندہ مثال عرفات و منٰی میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں ہر مسلمان صرف اور صرف اللھم لبیک یا اللہ میں حاضر ہوں، کی صدا لگا رہا ہوتا ہے)۔

[illegible] کہاں ہوگا؟

جہاں ہر آدمی اپنی اپنی زبان میں معبود کا نام لیکر اللہ تعالیٰ کو پکار رہا ہوگا اور ہر دوسرے مسلمان کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ وہ کس کو پکار رہا ہے یا وہاں جہاں دنیا بھر کے مسلمان خواہ کوئی بھی زبان بولتے ہوں...... اللہ، اللہ تعالیٰ ہی کہہ رہے ہوں اور ہر دوسرا مسلمان سمجھ رہا ہو کہ یہ شخص ہمارے معبود برحق ہمارے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کو پکار رہا ہے، جو قرآن کا حکم ہے اور سنتِ موکدہ ہے۔

[illegible] رہا ہے؟

حامیانِ لفظ خدا کا ایک اور مسئلہ

ان حضرات کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ان کے باپ دادا نے لفظ خدا تحریر، تقریر اور گفتار میں صدیوں سے اتنا عام کر دیا ہے کہ اب ان کے لیے اس کی حمایت سے پیچھے ہٹنا دشوار ہے۔ یہ حامیان لفظ خدا بجائے اس کے کہ اس لفظ کے استعمال کو ایک عادت، روایت، ضرورت قرار دے کر اب اللہ تعالیٰ کے نام کو عام کرتے، یہ وارثانِ

حامیان لفظ خدا اپنے باپ دادا سے بھی کوسوں آگے نکل چکے ہیں اور اس ایک مجبوری یا غیر ضروری عادت کو جائز ثابت کرنے کے لیے یہاں تک آپہنچے ہیں کہ ہر اس نام کو جو دنیا کے دیگر مذاہب میں رائج ہیں ان کو بھی اللہ وحدہ لا شریك کے لیے جائز قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ صاحبان بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام کے علاوہ یہ تمام مذاہب شرک اور کفر کے زمرے میں آتے ہیں اور ان تمام مذاہب اور ان کے معبودوں کو قرآن کریم باطل قرار دے چکا ہے لہٰذا ان کے نام بھی باطل ہیں۔ اس کام میں ان حضرات کے دلائل اور استدلال تو قوی و شرعی نہیں مگر ان کے استقلال کی داد ضرور دینی چاہیے کہ قرآنی و شرعی شواہد نہ ہونے کے باوجود یہ اپنے موقف پر بہ اصرار تمام قائم ہیں۔

اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علیٰ طاعتک.

''یا اللہ تعالیٰ! اے دلوں کو پھیرنے والے! آپ ہمارے دلوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف پھیر دیجیے۔''

اس کتاب میں تفصیلی حوالے نہیں دیئے گئے ہیں:

اس لیے کہ جن عبادات وسنن کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب عام مسلمان کے علم وعمل میں ہیں۔ ویسے بھی ان تمام اعمال وسنت کے حوالے کسی بھی فضائل اور اعمال و دعاؤں کی کتاب میں بآسانی مل جائیں گے۔

عرضِ مکرر: یہ کتاب لکھنے کا واحد مقصد

اس کتاب کے لکھنے کا مقصد صرف اور صرف عام مسلمان اور خاص طور پر دینی مدارس کے اساتذہ وطلباء صاحبان کو دعوت غور وفکر دینا اور جذبۂ عشق ومحبت رسول اللہ ﷺ کو اپیل

کرتے ہوئے انہیں اس سنت پر عمل کی دعوت دینا ہے۔ ان محترم حضرات سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ یہ سوچیں:

1. کیا ہم مسلمان اذان کے الفاظ بدل سکتے ہیں؟
2. کیا ہم وضو کی ترتیب بدل سکتے ہیں کہ پاؤں پہلے دھوئیں اور چہرہ بعد میں؟
3. کیا ہم جماعت کی صفیں آگے پیچھے کر کے اپنی مرضی کے مطابق کھڑے ہو سکتے ہیں، یعنی ٹیڑھی میڑھی جماعت کر سکتے ہیں؟
4. کیا ہم تکبیر تحریمہ سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھ سکتے ہیں؟......یا
5. سورۃ فاتحہ سے پہلے کوئی دیگر سورت پڑھ سکتے ہیں؟
6. کیا رکوع سے پہلے سجدہ کر سکتے ہیں یا دو سجدوں کے بجائے ایک سجدہ کر سکتے ہیں؟
7. کیا 2 رکعت کے بعد تشہد کے لیے قعدہ موقوف کر سکتے ہیں؟
8. کیا فجر کی نماز میں 2 فرض کے بجائے تین یا چار رکعت پڑھ سکتے ہیں یا ظہر کی نماز زوال سے پہلے پڑھ سکتے ہیں؟
9. کیا کوئی چھٹی فرض نماز رائج کر سکتے ہیں؟
10. وتر 3 رکعت کے بجائے 2 یا 4 رکعت پڑھ سکتے ہیں اس میں دعائے قنوت پڑھنا چھوڑ سکتے ہیں؟

ظاہر ہے کہ ان سوالوں کا، بغیر سوچے سمجھے آپ کا جواب یہی ہوگا کہ نہیں بالکل نہیں، اس لیے کہ یہ سب بلا تردید سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے۔

تو آپ ٹھنڈے دل و دماغ سے غور فرمائیے

کہ مسلسل و مستقل سنت رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنے کی ہے، اس سنت کے معاملے میں کیوں عمل کا پہلو اتنا مضبوط نہیں

اوراس میں تبدیلی کیوں ؟ یہ جو حضرات اللہ تعالیٰ کو خدا، گوڈ اور دنیا کے تمام مشرکین وکافرین کے معبودوں کے ہر نام سے پکارنا جائز سمجھتے ہیں، آخر یہ کس کی سنت ہے؟

یہ فتویٰ موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو کبھی بھی خدا نہیں کہا تو پھر اللہ تعالیٰ کو خدا/گوڈ وغیرہ کہنا کس کی سنت ہے؟

صرف اسی معاملے میں مسلسل بمستقل سنت موکدہ، واجب العمل کیوں نہیں؟

⑪ اسی طرح کیا آپ روزے کا مہینہ، اس کے اوقات سحر وافطار ودیگر شرعی اصول بدل سکتے ہیں؟

⑫ کیا آپ زکوۃ کی مدت اور مقدار 2½ فیصد سے کم کرکے ایک فیصد یا اس سے زیادہ کرسکتے ہیں، جن چیزوں پر زکوۃ لازم ہے، ان سے فرار اختیار کرسکتے ہیں؟

⑬ کیا آپ مستحقین ومصارفِ زکوۃ میں کمی کرسکتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ

⑭ کیا آپ قریش مکہ کی طرح حج کا مہینہ وتاریخ بدل سکتے ہیں؟ طواف بجائے حجراسود کے رکن یمانی سے شروع کرسکتے ہیں؟ طواف داہنے ہاتھ سے شروع کرنے کے بجائے بائیں طرف سے شروع کرسکتے ہیں؟ میقات احرام تبدیل کرسکتے ہیں؟ عرفات کا قیام تین دن اور منیٰ کا قیام ایک دن کرسکتے ہیں، علیٰ ھذاالقیاس.

یہاں بھی آپ بغیر ایک لمحہ سوچے یہی جواب دیں گے کہ یہ سب ہم اس لیے نہیں کرسکتے کہ یہ تعلیم وسنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے تو پھر!

اب ایک لمحہ کے لیے یہ بھی سوچیے کہ...

قرآن کریم اور تعلیم وسنت موکدہ رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ

کہنے کی ہے تو کیا کوئی مجتہد، عالم، مفتی، خطیب، امام مسجد اس سنت کے خلاف کوئی فیصلہ کر سکتا ہے جس کی رو سے اللہ تعالیٰ کو ان ناموں سے پکارنا جائز ٹھہرے، جن ناموں سے رسول اللہﷺ نے پوری زندگی کبھی بھی، کبھی بھی، کبھی بھی نہیں پکارا۔

کیا ان حضرات کا ان ناموں کے جواز کا فیصلہ، فتویٰ اور باپ دادا کی ریت وعمل قرآن کریم کے احکام اور مسلسل و مستقل سنت رسول اللہﷺ پر (نعوذباللہ) مقدم ہے۔

عزیزانِ محترم، غور فرمایئے! واجب العمل قرآنی احکام اور سنت رسول ہیں یا باپ دادا کی تقلید۔

برادرانِ محترم!

ہر جگہ آپ سنت کا احترام اور اس پر عمل کرنے میں سبقت لینے اور استقلال دکھانے میں کوشاں ہیں جو ایک انتہائی قابلِ قدر جذبہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کو خدا/God وغیرہ کہنے کے معاملے میں ہمارا دعوائے عشق و محبت اور جذبہ اطاعتِ اللہ تعالیٰ اور اطاعتِ رسول مقبولﷺ کیوں کمزور ہے؟

آپ صاحبان کو اسی پر غور و فکر کرنا ہے اور خود سے جواب مانگنا ہے۔ اپنے اعمال کے آپ خود ذمہ دار ہیں اور قبر میں اور روزِ قیامت خود جواب دہ ہیں۔

﴿اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (سورۃ النجم 53/38)

"یہ کہ کوئی شخص دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ﴾ (سورۃ الاعراف 7/3)

"(لوگو) جو (کتاب) تم پر تمہارے رب کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو۔ (اور) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔"

﴿يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ○ وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا﴾(سورۃ الاحزاب 33/66-67)

''وہ لوگ کہیں گے اے کاش! ہم اللہ کی فرمانبرداری کرتے اور رسول اللہ ﷺ کا حکم مانتے، اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو رستے سے گمراہ کر دیا۔''

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾(سورۃ الاحزاب 33/71)

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک بڑی مراد پائے گا۔''

ہمارا کام دلائل کے ساتھ پیغام پہنچانا ہے دلوں کو تو وہ مقلب القلوب پھیرتے ہیں۔

اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علیٰ طاعتک[1]

''یااللہ تعالیٰ اے دلوں کو پھیر دینے والے! آپ ہمارے دلوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف پھیر دیجئے۔''

اور ہمیں توفیق عطا فرمایئے کہ ہم آپ کو اس اسم ذات ''اللہ تعالیٰ'' سے پکاریں جس سے آپ نے خود اپنے کلام قرآن کریم میں 2699 مرتبہ پکارا ہے اور جس نام کو آپ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، جن سے آپ راضی ہوئے، ساری زندگی پکارا اور کبھی بھی آپ کی ذات وحدہ لاشریک کو ثنویت کی ہزارہا سال پرانی علامت خدا کے نام سے نہیں پکارا۔

اللّٰھم رب السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انی اعھد الیک فی ھذہ الحیٰوۃ الدنیا انی اشھد ان لآ الہ الا انت وحدک لاشریک لک وان محمدًا عبدک ورسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الیٰ نفسی تقربنی من الشر وتبا عدنی من الخیر وانی

[1] مسلم، نسائی۔ راوی: عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

لآ اثق الا برحمتک فاجعل لی عندک عهدًا توفینیه یوم القیٰمة انک لاتخلف المیعاد.❶

ترجمہ: ''یااللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے رب! پوشیدہ اور کھلے کے جاننے والے! میں اس دنیا کی زندگی میں آپ سے پکا وعدہ کرتا ہوں اس بات پر کہ میں دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں بس آپ ایک ہیں آپ کا کوئی شریک نہیں اور دل سے گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں پس آپ مجھ کو میرے نفس کے سپرد نہ فرمایئے کیونکہ اگر آپ مجھ کو خود میرے نفس کے حوالے کردیں گے تو یقیناً (اس کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ وہ بُرائی سے مجھ کو قریب کردیگا اور بھلائی سے دور ڈال دیگا مجھے بس آپ کی رحمت پر بھروسا ہے، اس لیے اپنے یہاں (بخشش ورحمت) کا عہد فرمایئے جس کو قیامت کے دن پورا فرمانا، یقیناً آپ تو وعدہ خلافی نہیں کرتے۔''

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (سورۃ الحدید 3/57)

''وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔''

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (سورۃ الشوریٰ 11/42)

''کوئی چیز اس کی مشابہ نہیں اور وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۙ وَ يَسِّرْ لِيْۤ اَمْرِيْ ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۙ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۪﴾ (سورۃ طٰہٰ 20/25 تا 28)

''کہا میرے رب (اس کام کے لیے) میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کردیجئے۔

---

❶ احمد۔ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

اور میری زبان کی گرہ کھول دیجئے۔ تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں۔"

﴿ اِنَّمَآ اِلٰـهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴾(سورۃ طٰہٰ 98/20)

"تمہارا معبود اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔"

﴿ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴾(سورۃ البقرۃ 2/ 139)

"(ان سے) کہو کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا) اور ہم خاص اُسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔"

﴿رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾(سورۃ طٰہٰ 114/20)

"میرے رب مجھے اور زیادہ علم دیجئے"

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعلمین.

رشید اللہ یعقوب

رشید اللہ یعقوب

کراچی...... 12 رمضان المبارک 1431ھ...... 21 اگست 2010ء

باب:1

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

"اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی اطاعت کرو۔"

اس باب میں ہم مختصراً قرآن کریم کی وہ آیات جمع کرنے کی کوشش کریں گے جو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی اطاعت کی ہدایت کرتی ہیں اور اس تعمیل کے اجر و ثواب کی نوید سناتی ہیں۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ﴾ (سورہ محمد 29/48)

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔"

﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ﴾

(سورۂ یٰسٓ 36/3 اور 4)

"(اے محمدؐ) بے شک آپ رسولوں میں سے ہو، سیدھے راستہ پر۔"

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ﴾ (سورۃ الاحزاب 40/33)

"محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس سلسلہ نبوت) کو ختم کر دینے والے ہیں۔"

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝﴾ (سورۃ الاحزاب 45/33 اور 46)

"اے نبی (ﷺ) ہم نے آپ (ﷺ) کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن۔"

آیئے! دیکھتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کے متعلق قرآن کریم کیا فرماتا ہے:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ﴾ (سورۃ آل عمران 32/3)

”کہہ دو کہ اللہ اور رسول ﷺ کا حکم مانو۔“

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (سورۃ آل عمران 132/3)

”اور اللہ اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔“

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ (سورۃ المائدہ 92/5)

”اور اللہ کی (اطاعت) فرمانبرداری اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے رہو۔ اور ڈرتے رہو۔ اگر منہ پھیرو گے تو جان رکھو کہ ہمارے رسول ﷺ کے ذمہ تو صرف پیغام صاف صاف پہنچا دینا ہے۔“

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ﴾ (سورۃ الانفال 20/8)

”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو اور سننے اور جاننے کے باوجود اس سے انکار نہ کرو۔“

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ (سورۃ النور 52/24)

”اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اور اس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔“

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا

تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ﴾(سورۃ محمد 33/47)

''مومنو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد مانو اور رسول ﷺ کی (اطاعت) کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ ہونے دو۔''

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾(سورۃ التغابن 12/64)

''اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم منہ پھیر لو گے تو ہمارے رسول ﷺ کے ذمے تو صرف پیغام کو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔''

[illegible]

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾(سورۃ الاحزاب 21/33)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روزِ قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔''

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(سورۃ آل عمران 31/3)

''(اے رسول ﷺ لوگوں سے) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾(سورۃ النساء 80/4)

''جو شخص رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور

جو نافرمانی کرے تو اے رسول ﷺ آپ کو ہم نے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔"

﴿يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَ مَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا﴾ (سورۃ الاحزاب 71/33)

"وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔"

(غور فرمایئے! ہم پیروئ سنتِ رسول (ﷺ) میں اپنی تحریرات، تقریرات اور گفتار میں سنت مؤکدہ کے مطابق لفظ اللہ کا استعمال زیادہ کرتے ہیں یا خدا/God کا۔)

﴿وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ﴾ (سورۃ الحشر 7/59)

"سو جو چیز تم کو رسول ﷺ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے"

﴿وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ (سورۃ النساء 64/4)

"اور ہم نے جو رسول بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔"

﴿وَ النَّجۡمِ اِذَا هَوٰى﴾ (سورۃ النجم 1)

"قسم ہے تارے کی جب وہ گرے۔"

﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَ مَا غَوٰى﴾ (سورۃ النجم 2/53)

"کہ تمہارے ساتھی (محمدؐ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں۔"

﴿وَ مَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى﴾ (سورۃ النجم 3/53)

"اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔"

﴿اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (سورۃ النجم 53/4)

''یہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

(اے مسلمانانِ اہل سنت! غور فرمایئے! جب رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی اللہ کو اللہ (تعالیٰ) ہی کہا تو وہ بھی آپ ﷺ کی خواہش یا عادت نہیں تھی بلکہ حکم اللہ تعالیٰ تھا)۔

ان تمام آیات قرآنی کو ذہن نشین کر لیجیے۔ ان میں سے ہر آیت یہ تلقین/حکم کر رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور ہر مسلمان پر لازم ہے اور اسی لیے آج تک مسلمان آپ ﷺ کے ہی نقش قدم پر گامزن ہیں۔

سورۃ الاحزاب 33/6 کی یہ آیت بھی ملاحظہ فرمایئے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾

''نبی ﷺ مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔''

''نبی اکرم ﷺ کی ذات اہلِ ایمان کے لیے ان کی اپنی ذاتوں پر بھی مقدم ہے۔''

''نبی ﷺ مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔''

آخر میں صحیح بخاری اور مسلم کی یہ حدیث بھی ملاحظہ فرما لیجیے:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہ والناس اجمعین.

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی بھی آدمی اس وقت تک کامل ایمان والا ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میری ذات اس کے نزدیک اپنی ذات اور اپنی اولاد اور تمام دوسرے لوگوں سے محبوب نہیں بن جاتی۔'' [1]

ان قرآنی آیات اور بخاری و مسلم کی اس حدیث کے مطابق ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مسلسل اور مستقل سنت اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنے پر، اللہ تعالیٰ ہی کہنا

[1] کتاب الایمان۔ باب حب الرسول من الایمان۔ صحیح مسلم، باب وجوب محبۃ الرسول......

چاہیے یا بعض بزرگوں کی تقلید میں خدا/God ودیگر مشرکین وکافرین کے معبودوں کے نام سے پکارنا چاہیے؟ یہ وہ نام ہیں جن سے ہمارے محبوب نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو کبھی بھی نہیں پکارا۔ جن حضرات نے اللہ تعالیٰ کو خدا کہہ کر پکارا تھا وہ بھی ہمارے لیے قابل عزت ہیں مگر۔

دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ
ہم سب کو مانتے ہیں مگر مصطفیٰ کے بعد

اور محمد ﷺ کی سُنّتِ مؤکدہ، اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنے کی ہے اور یہ واجب العمل ہے۔

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمّل ہے

عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق

جنت میں صرف اہل ایمان داخل ہوں گے اور جہنم مشرکوں اور کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔[1]

اگر مشرک (یہودی، عیسائی، مجوسی) اور کافر اہل جہنم ہونگے تو ان کے معبودوں کے نام گوڈ، خدا وغیرہ حق تعالیٰ وحدہ لاشریک کے لیے کیسے اور کس اصولِ قرآنی وحدیثی رُو سے جائز ہوگئے۔

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: عقائد اہل السنۃ والجماعۃ مدلل، مولانا مفتی محمد طاہر مسعود کنڈیاں میانوالی، صفحہ 137 تا 142

باب:2

بندوں کے اعمال

احکام اللہ تعالیٰ اور اہل السنۃ والجماعۃ

اس کتاب میں ہم نے مختصراً یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ فرائض عبادات کی ادائیگی کا حکم تو قرآن کریم میں ہے مگر اس کی ادائیگی کی تمام تر تعلیم ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ملی ہے اور تمام مسلمان اسی پر الحمدللہ عمل پیرا بھی ہیں۔

احکام اللہ تعالیٰ کی قسمیں

بندوں کے اعمال سے متعلق احکام اللہ تعالیٰ کی آٹھ قسمیں ہیں: [1]

فرض، واجب، سنت، مستحب، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، مباح۔

1 فرض:

وہ ہے جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں: فرض عین اور فرض کفایہ، فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر کسی عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے، جیسے پنج وقتہ نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔ فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گناہگار ہوں گے، جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔

---

[1] ..... مسائل بہشتی زیور، ڈاکٹر مفتی عبدالواحد، مفتی جامعہ مدنیہ، لاہور / مجلس نشریات اسلام، کراچی 2007 حصہ اول صفحہ 33,32۔

2 واجب:

وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، اس کا بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ بھی فاسق ہے کافر نہیں۔

3 سنت:

سُنّتِ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں: سنت موکدہ اور سنت غیر موکدہ۔

سُنّتِ موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو۔ اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت کرنے والا فاسق اور گناہگار ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے۔ (خط اس عاجز نے کشید کیا ہے)

سنت غیر موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو۔ اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔

4 مستحب:

مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی۔ اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہا کی اصطلاح میں نفل، مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔

مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر کرنے والا گناہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔

مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے جس کے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب نہ ہو۔

مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

اہلِ سنت والجماعت

''اہل السنۃ والجماعۃ درحقیقت ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کے اعتقادات اور اعمال ومسائل کا محور حضور اکرم ﷺ کی سنت صحیحہ ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثارِ مبارکہ ہوں اور وہ اپنے عقائد اور اصولِ حیات اور اخلاق وعبادات میں اسی راہ پر چلتے ہوں جس پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام عمر چلتے رہے۔ اس راہ کے برخلاف راستے کو بدعت اور اس پر چلنے والوں کو مبتدعین کہا جاتا ہے''۔ ❀

''اہلِ السنۃ والجماعۃ وہ ہیں جو قرآن کریم، سنت نبوی ﷺ اور صحابہ ؓ کے طریق پر بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ جو تنازعہ اور اختلاف کے وقت کلام اللہ اور کلام الرسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان پر کسی کے قول کو مقدم نہیں کرتے۔ جو

❀ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ (مدلل) مولانا مفتی محمد طاہر مسعود، ناشر: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی 2007ء صفحہ 21۔ یہ عقائد اہل سنت پر ایک عمدہ کتاب ہے۔

تمام اسلامی عقائد کو ان کی صحیح اور اصلی شکل میں قبول کرتے ہیں اور کسی بھی عقیدے کے بارے میں غلو یا افراط وتفریط کا شکار نہیں ہوتے۔ جو کسی بھی طور غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے، غیر اللہ سے حاجتیں اور مرادیں نہیں مانگتے، غیر اللہ کو دعا اور استعانت کے لیے نہیں پکارتے، غیر اللہ کی نذر و نیاز نہیں مانتے اور غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح نہیں کرتے۔ جو اپنی تمام عبادات، معاملات، سلوک اور زندگی کے طور طریقوں میں سنت کو اختیار کرتے ہیں اور ہر قسم کی بدعات وخرافات سے بچتے ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو معصوم سمجھتے ہیں، اور نہ ہی امت میں کسی کے ہر قول کو بلا احتمال خطاء صواب قرار دیتے ہیں۔ (1) جو تمام صحابہ کرام، اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اولیاء اللہ اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ کا احترام کرتے ہیں اور غیر مجتہد کے لیے تقلید کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور اس میں ترکِ مبتدعہ سے اجتناب کرتے ہیں۔" (2)

اہل سنت والجماعت کی مندرجہ بالا تعریف سے، جو ایک ایسی کتاب سے لی گئی ہے جس پر برصغیر کے جید علماء کی تقریظات ثبت ہیں، جو درج ذیل ہیں:

- شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ خانقاہ سراجیہ، کندیاں، میانوالی
- فخر السادات، جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی صاحب مدظلہم ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند، انڈیا
- شیخ المحدثین، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

---

(1) خط اس ناچیز نے عبارت واصول کی اہمیت کے پیش نظر کشید کیا ہے۔

(2) ایضاً۔ صفحہ 230 بحوالہ النساء/ 36، صحیح مسلم 2/ 127، جامع ترمذی، 2/ 89، غنیۃ الطالبین 195، شرح الفقہ الاکبر/ 2، 120، طحاوی علی الدر المختار: 4/ 153، حجۃ اللہ البالغۃ: 1/ 170

آیۃ الخیر، فاضل اجل، جامع المحاسن حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

محقق العصر، ترجمان اہل السنۃ حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری مدظلہم مدیر دوماہی زمزم، غازی پور، یوپی، انڈیا

امام اہل السنۃ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ

مفکر اسلام، جامع المحاسن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم شیخ الحدیث ونائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

مبلغ اسلام، قاطع الشرک والبدعۃ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد مکی حجازی حفظہ اللہ تعالیٰ المدرس بالمسجد الحرام، مکۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً

محقق العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہم نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نامور محقق وادیب، فاضل جلیل حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ شہید مدیر ماہنامہ بینات، کراچی

حکیم العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی مدظلہم شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑپکا

مفکر اسلام، شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب مدظلہم شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

1. اہل سنت والجماعت قرآن کریم، سنت نبوی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق پر بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔
2. اہل سنت والجماعت اپنے عقائد اور اصول حیات اور اخلاق

وعبادات میں اسی راہ پر چلتے ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام عمر چلتے رہے۔

③ جو تنازع اور اختلاف کے وقت کلام اللہ اور کلام رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان پر کسی کے قول کو مقدم نہیں سمجھتے۔

④ تمام اسلامی عقائد کو ان کی صحیح اور اصلی شکل میں قبول کرتے ہیں اور ان پر کسی کے قول کو مقدم نہیں کرتے اور کسی بھی عقیدے کے بارے میں غلو یا افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتے۔

⑤ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کو معصوم نہیں سمجھتے اور نہ ہی امت میں کسی کے قول کو بلا احتمال خطاء صواب قرار دیتے ہیں۔[1]

آگے بڑھنے سے پہلے قارئین کرام اور خصوصاً پیروان وحامیانِ لفظ خدا سے گزارش ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت کے اس عقیدے کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ یہی وہ عقیدہ ہے جس پر اس کتاب کے اصل بنیادی مقصد کا دارومدار ہے۔



[1] تفصیل کے لیے دیکھیے عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، مولانا مفتی محمد طاہر مسعود، شیخ الحدیث، ناشر: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں، ضلع میانوالی، 2007ء۔

دین اسلام میں رسول اللہ ﷺ کا مقام، حیثیت اور اہمیت

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس میں عبادات اور احکامات وفرائض بتائے گئے ہیں اور ان سب کی تعمیل کے لیے اطیعوا الرسول (رسول ﷺ کی اطاعت کرو) کی ہدایت دے کر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ سب کچھ ادا کرنے کے لیے اسوۂ حسنہ کی تعمیل کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل اور قول وحی خفی کے مطابق تھا اس کا واضح ثبوت قرآن کریم کی وہ آیات ہیں جن کا ذکر گزشتہ باب میں مختصراً کیا گیا ہے۔

یہ تو قرآنی وحدیثی شواہد ہیں۔ ایک عام مسلمان کے لیے آپ ﷺ کی حیثیت واہمیت اس وجہ سے بھی بہت اہم ہے کہ:

بعثت نبوی ﷺ کے وقت خود جزیرہ نمائے عرب میں یہودیت، عیسائیت، مجوسیت، سبائیت اور بت پرست مشرکین وکافرین آباد تھے جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک نہیں مانتے تھے اور ان کے معبودوں کے ثنویت میں خدا/ اہرمن/ ایزد، تثلیث میں Theos/Deus وغیرہ نام رائج تھے اور کثرت میں god[1] لات ومنات کے علاوہ سینکڑوں ہزاروں دیوی، دیوتا اور بت تھے۔ صرف قریش مکہ ہی اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے مگر ان کا عقیدہ/ ایمان تھا کہ یہ کائنات تو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ہے مگر اپنے اختیارات ان بتوں کے حوالے کر دیئے ہیں جو اب بھلے برے کا اختیار رکھتے ہیں اس لیے ان کی عبادت اور خوشنودی بھی ضروری ہے۔

اس مذہبی پس منظر میں رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت عطا ہوئی۔

---

[1] اس دور میں god بتوں کے لیے بولا جاتا تھا جیسے دیوتا، دیوی تفصیل کے لیے دیکھیے اللہ رب العالمین، خدا یا گوڈ (God) صفحہ 48 تا 53۔

اور یہ محض آپ ﷺ کی گزشتہ 40 سال کی پاک وصاف زندگی ہی تھی[1] کہ اس وقت ابتداء میں کچھ لوگوں نے ان کی یہ بات/ اعلان مان لیا کہ:

(الف) اللہ وحدہ لا شریك ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے (جبکہ عربوں کی بھاری اکثریت اللہ تعالیٰ کے بے شمار شریک مانتی تھی۔)

(ب) آپ ﷺ خود اللہ تعالیٰ کے فرستادہ نبی ہیں۔ (جبکہ یہودی اور عیسائی کسی آخری نبی کی آمد کے منتظر تو تھے مگر صرف ان کی نسل میں سے، نہ کہ بت پرست عربوں میں سے۔)

(ت) ان پر اللہ تعالیٰ کی وحی جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ قرآن کریم کی صورت میں ہے، نازل ہو رہی ہے۔

جو لوگ دعوتِ نبوی ﷺ کے نتیجے میں مسلمان ہو کر شرف صحابیت پر فائز ہوئے انہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے نہ تو خود سنا تھا اور نہ ہی کھوٹیں پہ تھا کہ واقعی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس لیے کہ اس وقت کے تمام مذاہب ثنویت، تثلیث اور کثرت معبود کے قائل تھے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو باوجود یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں میں مندرج پیشین گوئی اور ان کے انکار کے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث نبی مانا۔ نیز اس وقت کے تمام مذاہب وعقائد والوں کی بھرپور مخالفت کے باوجود آپ ﷺ پر وحی کے ذریعہ نازل شدہ کلام کو اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن کریم مانا اور اس میں جن جن احکامات، ہدایات اور عبادات کا ذکر تھا ان کو من وعن قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب وترکیب کے مطابق بلاخوف وتردد ادا کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر ساری زندگی اسی استقامت کے ساتھ، ہر راحت ومشقت میں ان کے ساتھ جڑے رہے۔ ایسا نہیں ہوا کہ مسلمان ہونے کے

[1] اس موضوع پر ان شاء اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "سیرت الصادق والمصدوق ﷺ" میں تفصیل سے بحث کریں گے۔

بعد وہ آپ ﷺ کی مخالفت میں غیر مسلموں کی گفتگو جو خرافات، واہیات اور لغویات پر مبنی ہوتی تھی پر بھی کان دھریں۔ وہ ان سب کا موازنہ جب آپ ﷺ کے اعلیٰ وارفع پاک وصاف ماضی اور حال سے کرتے تھے تو سب باتیں یکسر بے مایہ اور از خود غلط لگتی تھیں۔ نیز وہ رسول اللہ ﷺ کے جتنے نزدیک آتے تھے ان کی عزت اور محبت میں بھی اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب غزوہ بدر میں 300 سے کچھ زائد بے سروسامان جانثاران اسلام ونبی ﷺ کا مقابلہ 1000 سے زائد مسلح لشکر قریش سے ہوا تو کسی کے قدم نہیں لڑکھڑائے بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اول تا آخر ثابت قدم رہے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی مدد سے کامیاب وکامران ہوئے۔ بھائی بھائی سے، بیٹا باپ سے لڑا مگر حرارت ایمان اور عشق رسول ﷺ غالب رہا یہ سب کچھ میرے خیال میں اس لیے ممکن ہوا کہ:

ابتدائی مسلمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی پاک صاف زندگی تھی۔ ان کے سامنے وہ سچ تھا جو ہمیشہ آپ ﷺ نے بولا اور اس پر بہرصورت قائم رہے، وہ امانت داری تھی جو دوست اور دشمن سب کے لیے یکساں تھی، وہ خلوص تھا جس کی کوئی حد نہ تھی۔

اسی لیے ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس ایک مقدس ذات کو، جن کو انہوں نے گزشتہ 40 سال کے عرصے میں اپنے سامنے دیکھا تھا، ہر سو پھیلے لاکھوں مخالفین کے الزامات، بہتان اور جھوٹ کے باوجود صادق وامین اور ایک ان دیکھے معبود اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریك مانا۔ جو کلام وحی کے ذریعہ نازل ہوا اس کو کلام اللہ مانا صرف اور صرف اس لیے کہ جو شخص یہ بات کہہ رہا ہے اور یہ کلام پیش کر رہا ہے وہ سچا اور ایک مکمل انسان ہے۔ اس لیے اگر وہ، یہ کہتا ہے کہ:

1. اللہ تعالیٰ واحد ہے تو واقعی ایسا ہو گا کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا۔

② جب یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں تو ضرور ہوگا کہ یہ تو سچا ہے جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ کسی پر الزام نہیں لگاتا، غلط بات منسوب نہیں کرتا۔

③ جب وہ کہتا ہے کہ یہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے تو ضرور ہوگا کہ یہ تو امین ہے، یہ اس میں کمی بیشی کر ہی نہیں سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ حیثیت واہمیت جو 40 سال کی عمر یعنی آغاز وحی میں لوگوں کے سامنے تھی آخر عمر تک قائم رہی اور اس پر مہر تصدیق حجۃ الوداع میں لگی، جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا اور فرمایا:

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: وانتم تسألون عنی فما انتم قائلون؟ قالوا نشهد انک قد بلغت وادیت ونصحت فقال باصبعه السبابة یرفعها الی السماء وینکتها الی الناس اللهم اشهد اللهم اشهد ثلاث مرات.①

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا، پس تم کیا کہو گے؟ لوگوں نے کہا، ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا اور پوری خیر خواہی کے ساتھ ذمہ داری ادا کردی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور اس کے ساتھ لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا: اے اللہ، گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔②

---

① (صحیح مسلم، 2137)

② (ابوبکرۃؓ (بخاری 4054)، ابوسعیدؓ (ابن ماجہ، 3921)۔ مسند احمدؒ (11338)، ابن عمرؓ (بخاری، 3051) ابن عباسؓ (بخاری، 1623)، جابر بن عبداللہؓ (مسند احمدؒ، 14461)، خیط بن شریطؓ (مسند احمد، 17973۔ الآحاد والمثانی، 1298) عداء بن خالد الکلابی (مسند احمد، 19447)، عمرو بن الاحوص (ابن ماجہ، 3046)، سفیان بن وہب الخولانی (مسند احمد، 16877)، عم ابی حرۃ الرقاشی (مسند احمد، 19774)۔ حارث بن عمرو (المعجم الکبیر، 3350)، وابصۃ بن معبد الجہنیؓ (المعجم الاوسط، 4156)، ابوالزوائد (ابوداؤد، 2570)، ابوغادیہ (ابن سعد 2/184)

اور اسی حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ عزوجل نے دین کی تکمیل کی نوید سنادی چنانچہ فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (سورۃ المائدہ3/5)

"اور آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین (کے طور پر) پسند کیا۔"

اس سے بڑی شہادت اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ دین کی تکمیل (غور فرمایئے "تکمیل") کی نوید عطا فرما رہے ہیں اور "اسلام" کو (غور فرمایئے اسلام کو) ہمارے لیے بطور دین پسند فرما رہے ہیں اور اپنی تمام تر نعمتیں پوری کر رہے ہیں (غور فرمایئے "نعمتیں") اور سب سے بڑی نعمت قرآن کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے جس کی حفاظت کی ضمانت خود اللہ رب العالمین نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (سورۃ الحجر9/15)

"بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی یہی ضمانت ہے کہ آج تک قرآن کریم میں ایک لفظ یا حرف کی بھی تبدیلی نہ ہو سکی باوجود اس کے کہ دشمنانِ اسلام اس شرارت میں پچھلی 14 صدیوں سے کوشاں ہیں اور الحمدللہ ناکام ونامراد ہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھاالناس انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن

تضلوا ابدا کتاب اللہ وسنة نبیه صلی اللہ علیه وسلم. ①

ترجمہ: ''اے لوگو! میں تم میں وہ چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں کہ جب تک تم ان کا دامن تھامے رکھو گے، کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے پیغمبر ﷺ کی سنت۔''

وعن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : الا لیبلغ شاهدکم غائبکم لانبی بعدی ولا امة بعدکم. ②

ترجمہ: ''خبردار! تم میں سے جو موجود ہیں، وہ یہ باتیں ان تک پہنچادیں جو موجود نہیں۔ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔''

وعن ابی بکرة نفیع بن الحارث رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: الا لیبلغ الشاهد الغائب فلعل بعض من یبلغه ان یکون اوعی له من بعض من سمعه. ③

ترجمہ: ''سنو! جو موجود ہیں، وہ یہ باتیں ان تک پہنچادیں جو موجود نہیں، ہوسکتا ہے کہ جن کو یہ باتیں پہنچیں، ان میں سے کچھ ان کی بہ نسبت ان کو زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والے ہوں جنھوں نے براہ راست مجھ سے سنی ہیں۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ فریضہ بھی احسن طریقے سے نبھایا اور رسول اللہ ﷺ سے جو دیکھا، سیکھا اور سُنا وہ نہایت دیانتداری کے ساتھ امت کو پہنچا دیا، اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کے ذریعہ جو کچھ محدثین کرامؒ تک پہنچا انہوں نے اس کی مکمل تحقیق کر کے آنے والی مسلمان نسلوں تک پہنچا دیا اور اس سعی میں کہ کوئی غلط آدمی یا مشکوک راوی کوئی موضوع قول یا فعل رسول اللہ ﷺ سے منسوب نہ کردے

---

① مستدرک حاکم، 318 جلد اول۔

② مسند الرویانی، 1416، 2/ 412۔ مسند عبد بن حمید، 858، 1/ 270۔

③ بخاری، 4054۔

انہوں نے ایک نئے علم "علم اسماء الرجال" کی بنیاد رکھی اور یوں اپنے نبی ﷺ کی ذات گرامی کے شب و روز کا ایک ایک لمحہ محفوظ کرنے کے لیے ایک لاکھ سے زیادہ اصحاب رسولؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی زندگیاں محفوظ کر لیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں بھی۔ (آمین)

رسول اللہ ﷺ کی مسلسل اور مستقل سنت ہے اور یوں یہ سنت مؤکدہ اور واجب العمل ہے۔

☆☆☆☆☆☆

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کو کبھی بھی مشرکوں اور کافروں کے معبودوں کے نام سے نہیں پکارا، اس لیے کہ اسلام دین حق ہے اور دیگر تمام مذاہب شرک اور کفر کے پیروکار ہیں اور باطل ہیں۔

ان باطل مذاہب کے معبودوں کے نام حق تعالیٰ وحدہ لاشریك لہ کے لئے کیسے جائز ہو گئے؟

ہندوستان میں

ایک سروے کے مطابق 632 زبانیں بولی جاتی ہیں، جن میں
سے 35 سرکاری زبانوں کی حیثیت رکھتی ہیں، مگر ان تمام زبانوں میں:

......**بھگوان، بھگوان** ہے ......ایشور، ایشور ہے ......برہما، برہما ہے

یہاں تک کہ: مسلمانوں نے ہندوستان پر تقریباً ہزار سال حکومت کی،
مگر مفتوح ہندو صاحبان نے

.... **بھگوان کو بھگوان** ہی کہا .... ایشور، ایشور ہی رہا .... برہما، برہما ہی پکارا گیا

نہ ان ناموں کا ترجمہ کیا، نہ کبھی حاکم مسلمانوں سے کوئی فارسی یا عربی
نام اپنے معبودوں کے لیے اختیار کیے۔

انگریزوں نے بھارت پر تقریباً 200 سال حکومت کی مگر ہندوؤں کے معبودوں کے
نام وہی رہے اور آج تک ہیں جو ان کی مقدس کتابیں ان کو بتاتی ہیں مگر یہ فخر فارس،
خراسان و ہندوستان کے حامیان لفظ خدا مسلمانوں کو حاصل ہوا کہ فاتح قوم
ہونے کے باوجود انہوں نے وحدت کی عالمگیر علامت

اللّٰہ وحدہ لا شریك له

کے لیے پہلے اوستائی / پہلوی زبان کا لفظ خدا اختیار کیا اور پھر انگریزوں
کی غلامی میں گوڈ (God) کا لفظ استعمال کیا اور اب:

اس غلط روش کو صحیح ثابت کرنے کے لیے یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ
دنیا کے تمام باطل معبودوں کے نام جو کسی بھی مذہب و زبان میں ہیں ان
حامیان لفظ خدا کو منظور ہیں، ان کے لیے جائز ہیں۔

باب 4

قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ

فرائض کی ادائیگی سنت کے مطابق

پچھلے ابواب میں ہم نے قرآن کریم کی وہ چند آیات پیش کی ہیں جن سے یہ ہدایت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عین اطاعتِ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ احکامات اس لیے ضروری تھے کہ قرآن کریم وحدت معبود اور منشور حیات کا مجموعہ ہے۔ اور ان تمام نکات پر عمل درآمد کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ ایک مکمل نمونہ بنے۔

وحی جلی نے قرآن کریم کی شکل اختیار کی اور وحی خفی قول، فعل اور عمل کی شکل میں سنت بن گئی۔ گویا آج کی زبان میں قرآن مجید فرقان حمید ایک قانون Constitution/Law/Act/Ordinance ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ اس قانون کو عملی جامع پہنانے کے لیے قواعد Rules/Regulations ہیں۔ غالباً مغرب نے یہ طریقہ کار اسلام/ قرآن/ سنت ہی سے سیکھا ہے چونکہ 7 ویں صدی عیسوی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ طریقہ کار چند صدی پیشتر یورپ/ امریکہ میں اختیار کیا گیا۔

اور جب قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کو اسوۂ حسنہ قرار دیا تو یہ اس بات کی تلقین تھی کہ مسلمانوں کو ہر وہ کام کرنا چاہیے جسے وہ اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے، بولتے ہوئے اور حکم دیتے ہوئے سن رہے تھے، اور پھر

اس قول فعل اور عمل کو سنت کا نام دیا گیا۔[1] رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ آپ ﷺ قرآن کریم کی عملی تصویر تھے۔

اس کتاب اور بحث کو مختصر اور عام فہم رکھنے کے لیے ہم یہاں صرف 5 ارکانِ دین وعبادات کا ذکر کریں گے:

ایمان، صلوٰۃ (نماز)، زکوٰۃ، صوم (روزہ)، حج۔

تمام آسمانی کتب میں توحید کا مضمون بیان ہوا ہے اور سب سے زیادہ زور قرآن کریم توحید باری تعالیٰ پر دیتا ہے اور ہر عمل اور عبادت کا اجر صرف اور صرف توحید اللہ تعالیٰ سے مربوط ہے جس کا اقرار ہر مسلمان شب و روز کلمہ طیبہ

﴿لا اله الا الله محمد رسول الله﴾

اور کلمۂ شہادت

﴿اشهد ان لا الـٰه الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله﴾

پڑھ کر ثابت کرتا ہے مگر یہ کلمات قرآن کریم میں کسی ایک جگہ یکجا نہیں ہیں۔ یہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتائے اور ان کلموں پر ایمان لانا لازم ہے۔

گزشتہ 14 صدیوں سے یہی ہمارا ایمان ہے اور غیر مسلم بھی جانتے ہیں کہ ان کلموں کا مطلب کیا ہے۔ (دیگر کلمے بھی احادیث مبارکہ میں ملیں گے۔)

---

[1] سنت رسول ﷺ پر علمائے کرام/فقہیہ حضرات نے بہت کام کیا ہے اور بہت ساری کتابیں بازار میں دستیاب ہیں۔ اس خاکسار نے "حجیت سنت"، عبدالغنی عبدالخالق ترجمہ محمد ریاض لاسلام ندوی۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1977 کو ایک جامع کتاب پایا خاص طور پر اس لیے کہ یہ کتاب حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی فقہ میں سنت کی تعریف ومقام اور اس کی تفصیل پر عمدہ علمی بحث کرتی ہے۔

بالکل اسی طرح ایمان مجمل......

آمنت باالله كما هو بأسمائه وصفاته وقبلت جميع احكامه اقرار باللسان وتصديق بالقلب۔

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ پر اس کی تمام صفات واسماء کے ساتھ ایمان لایا اور میں نے اس کے تمام احکام کو قبول کیا زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق کے ساتھ۔

اور ایمان مفصل ہے

آمنت بالله وملائكته، وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالىٰ والبعث بعدالموت۔

ترجمہ: ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔

قرآن کریم میں لفظ صلوٰۃ کا ذکر تقریباً 72 مرتبہ آیا ہے،

قرآن کریم کے ذکر سے زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن میں کل 5 نمازیں ہیں، مگر نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا وقت کیا ہے۔ کس طرح ادا کرنی ہے اور اس میں ہمیں کیا پڑھنا ہے۔ ہر نماز کی فرض رکعت کتنی ہیں اور اس سے پہلے کتنی سنتِ مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ہیں اور کتنے نفل ہیں، یہ سب صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ نے عملاً تعلیم فرمائیں۔

صلوٰۃ (نماز) میں ہاتھ اٹھا کر نیت کے بعد تکبیر تحریمہ، ثناء، تعوذ، سورۂ فاتحہ اور پھر

قرآن کی کوئی سورۃ/آیات پڑھنا یہ سب رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کرتے ہیں۔
رکوع (جو میری معلومات کی حد تک صرف اسلام کا امتیاز ہے، اس سے پہلے عبادت میں صرف سجدہ ہی شامل تھا) دونوں سجدے، ان کی تسبیحات، قیام، قعدہ اس میں التحیات، درود و دعا پڑھنا، سلام پھیرنا، نماز کے بعد کے اذکار، ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، یہ سب سنت کے مطابق ہم کرتے ہیں۔
فجر کی 2 رکعت فرض، ظہر کی 4، عصر کی 4، مغرب کی 3 اور عشاء کی 4 رکعت، بغیر کسی سوال و جواب اور منطق و فلسفہ کے صرف اس لیے پڑھتے ہیں کہ یہی طریقہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق مستند حوالوں سے ہم تک پہنچا ہے۔

کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، ایمان مجمل اور ایمانِ مفصل (جو ہمارے ایمان کی بنیاد ہیں) تو تعلیم و سنت رسول ﷺ کے مطابق پھر!
اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنا سنت (موکدہ) رسول ﷺ کے مطابق کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے تو کبھی خدا نہیں کہا!!

کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

اسلام کی اہم ترین عبادت صلوٰۃ/نماز تو ہم بغیر کسی حیل و حجت کے سنت کے مطابق دن میں 5 مرتبہ ادا کرتے ہیں۔ مگر اپنے معبود برحق کا نام سنت مؤکدہ کے مطابق اللہ نہیں لیتے بلکہ یہاں باپ دادا اور صدیوں کے رواج کا حوالہ/ واسطہ دیکر خدا/God اور دیگر باطل مذاہب کے باطل معبود کے نام کو نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس پر

اصرار اور ضد بھی کرتے ہیں۔ جو ہٹ دھرمی کی حدوں کو چھوتا ہے۔ کیا
یہ طرز عمل اہل سنت والجماعت کی حیثیت سے ہمیں زیب دیتا ہے۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اسی طرح وضوء کے لیے قرآن کریم کی ہدایات ہاتھ منہ دھونے، سر کے مسح اور پیر دھونے کی ہیں۔ مگر ہم نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کہنیوں تک ہاتھ دھوتے، کلی کرتے، ناک کا خلال، صاف پانی، ہر فرض، سنت، نفل نماز و تلاوت قرآن سے پہلے وضو کرنا وغیرہ سنت سے سیکھا اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت اس پر عمل پیرا رہیں گے۔

وضو تو ہم کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق تو پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنے میں کیا مشکل اور پریشانی ہے؟ احادیث میں تو کوئی خبر نہیں ملتی کہ آپ نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو خدا کہا[1] اور نہ ہی اس وقت کے دیگر مذاہب کے معبودوں کے نام مثلاً God، ایشور، یزد، یزدان، بدھا، Theos وغیرہ کے نام سے پکارا۔ کیا باپ دادا کی تقلید سنت رسول اللہ ﷺ پر فوقیت رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو ہم مشرکوں کے معبودانِ باطلہ کے نام کے حصار سے کیوں نہیں نکلتے۔

اذان کا ذکر قرآن کریم میں صرف ایک جگہ ہے۔ اذان و اقامت کے الفاظ اور

---

[1] دیکھیے فتویٰ دار العلوم، کورنگی۔ کتاب اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خدا۔ صفحہ 53 سوال نمبر 13۔

جماعت کی ترتیب جس کا ذکر ہمارے امام صاحبان ہر جماعت سے پہلے پابندی کے ساتھ کرتے ہیں، ٹخنوں سے اوپر شلوار اٹھوانا، کندھے سے کندھا ملانا، صفیں سیدھی رکھنا وغیرہ یہ سب سنت سے ثابت ہے اور اس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں۔ صرف اس لیے ہر مسلمان اس پر عمل کرتا ہے کہ یہی اطاعت وسنتِ رسول ﷺ ہے۔

اذان، اقامت، جماعت اس کی ترتیب وآداب تو سنت کے مطابق مگر اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا باپ دادا کی صدیوں پرانی روایات کے مطابق۔ کیا ایک اہل سنت جس کی تمام تر زندگی کا محور سنت رسول ﷺ ہوتی ہے، یہ کہہ سکتا ہے کہ تمام فرض عبادات تو بلا چوں وچرا سنت رسول ﷺ کے مطابق کرونگا مگر اللہ تعالیٰ کو خدا/God وغیرہ کہنا اس لیے جائز سمجھونگا کہ یہ صدیوں سے میرے باپ دادا کہتے چلے آئے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ ہی کہا اور کبھی خدا نہیں کہا۔ کیا محبت واطاعت رسول ﷺ کے دعوے کرنے والوں کے لیے یہ عمل جائز ہے۔

جمعہ کی نماز کا ذکر تو قرآن مجید میں ملتا ہے مگر اس کا وقت، رکعت، خطبہ، خطبہ سننے کا ثواب، مسجد میں حاضری کا وقت ودیگر اعمال وغیرہ وغیرہ ہمیں صرف سنت رسول ﷺ سے ملتے ہیں۔ اور دنیا بھر میں سب مسلمان اسی پر عمل کرتے ہیں۔

[illegible] سوچیے!

جمعہ اور اس کی نماز کا اہتمام تو عین سنت کے مطابق مگر اسی جمعہ کی اردو تقریروں میں بلاضرورت لفظ خدا کا بے حد و حساب استعمال، کیا ہمیں زیب دیتا ہے جبکہ نہ صرف یہ کہ یہ خلاف سنتِ رسول ﷺ ہے بلکہ فتویٰ بھی موجود ہے کہ اپنی تقریرات، تحریرات اور گفتار میں اللہ تعالیٰ کہنا ہی افضل ہے۔ کم از کم حامیانِ لفظ خدا اپنے اکابرین کی ہی بات/فتویٰ کو مانتے ہوئے افضل نام کا استعمال کریں۔ قطرہ قطرہ دریا کے مصداق اگر اس افضل عمل کا آغاز کر دیا جائے تو رفتہ رفتہ کیا تمام مسلمان اس افضل عمل پر نہیں آ جائیں گے۔

وتر کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ملتا مگر چونکہ رسول اللہ ﷺ نے وتر تواتر کے ساتھ ادا کیے اور اس کی تلقین کی ہے، اس لیے اب یہ فقہ حنفی میں واجب کا اور دوسری فقہوں میں بھی اقرب الی الفرض کا مقام رکھتی ہیں۔ سفر اور حضر میں پابندی کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور فرض نماز کی طرح اس کی قضاء بھی پڑھی جاتی ہے، صرف اس لیے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا عملِ مسلسل تھا جو ہمارے لیے سنت و واجب کا درجہ رکھتا ہے۔

[illegible]

اگر وتر اس لیے واجب و ضروری ہے کہ سنت رسول ﷺ سے ثابت

ہے تو پھر اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنا بھی تو سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے، آخراس پر عمل کیوں نہیں کرتے اور اس باب میں ہم خدا/God اور دیگر مذاہب کے معبودوں کے نام اپنے وحدہ لا شریك لہ معبود برحق کے لیے کیوں جائز سمجھتے ہیں؟؟

ایک اور نکتہ پر غور فرمائیے:

نماز کی سنت کے مطابق ادائیگی پر تو آپ کو درجنوں کتابیں اور مضامین مل جائیں گے مگر اللہ وحدہ لا شریك کو صرف اللہ تعالیٰ کہنے کی سنت موکدہ پر آپ کو برصغیر کے کسی عالم کی ایک سطر بھی نہیں ملے گی۔ آخر ایسا کیوں ہے؟

ان نمازوں کا ذکر قرآن کریم میں کہیں نہیں مگر چونکہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے اس لیے دنیا بھر کے مسلمان ہر سال اپنی خوشیوں یعنی عیدین کے موقع پر مساجد وعیدگاہوں میں جاتے ہیں، جوق در جوق یہ سنت ادا کرتے، عربی کا خطبہ نہ سمجھتے ہوئے بھی خشوع وخضوع کے ساتھ اوّل تا آخر سنتے ہیں، کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ ہے اور اس کی تعمیل ضروری ہے۔ ان نمازوں کی جگہ، وقت، رکعات اور طریقہ ادائیگی میں بھی سنت کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

ایک لمحہ کے لیے سوچیے کہ یہ نمازیں پورے سال میں صرف دو

مرتبہ پڑھی جاتی ہیں مگر بحمداللہ یہاں بھی ایک ایک عمل میں سنت رسول ﷺ پر زور دیا جاتا ہے اور گھر سے نکل کر ایک راستہ اور واپسی کا دوسرا راستہ اور اس دوران تسبیح و تحمید بھی سنت کے مطابق ادا کی جاتی ہے تو پھر ہم سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق اپنے معبود برحق کے لیے کیوں صرف ''اللہ تعالیٰ'' نہیں کہتے اور خدا/God، اور مشرکوں اور کافروں کے معبودوں کے دیگر ناموں کو جائز کیوں سمجھتے ہیں اور اپنے باپ دادا کی دہائی دیتے ہیں کہ وہ ہزار سال سے یہ نام لیتے رہے ہیں۔

کیا یہ ہمارے قول اور فعل کا تضاد نہیں ہے؟

اسلام کا تیسرا اہم بنیادی رکن زکوۃ ہے جس کے لیے قرآن کریم میں متعدد مرتبہ ذکر آیا ہے، مگر

- وہ اصحاب جن پر اس کا اطلاق ہوگا۔
- اس کی مقدار اور شرح۔
- مدت ملکیت۔
- اقسام ملکیت جن پر زکوۃ لازم ہے۔
- استثناء املاک جن پر زکوۃ لاگو نہیں وغیرہ

یہ سب جزوی تفصیلات اور زکوۃ سے متعلق دیگر جملہ امور ہم مسلمانوں نے صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ سے سیکھے اور اس پر اس قدر شدت سے عمل پیرا ہیں کہ جب آپ ﷺ کے اس جہاں سے تشریف لے جانے کے بعد کچھ لوگوں نے زکوۃ دینے

سے انکار کیا تو باوجود اکثر کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کے نرمی برتنے کے مشورے کے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخت رویہ اختیار کیا اور ایسے لوگوں سے جہاد کر کے ثابت کر دیا کہ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرنے والا مسلم نہیں ہو سکتا۔

اس لیے کہ قرآن مجید کے اس حکم اور دین کے اہم ترین رکن میں رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کوئی رعایت نہیں کی جبکہ متعدد قبائل اسلام لانے کے لیے راضی تھے مگر زکوٰۃ میں رعایت کے متلاشی تھے مگر آپ ﷺ نے ان کو زکوٰۃ سے رعایت نہ دی۔ اسی طرح خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اطاعت اللہ تعالیٰ اور اطاعت رسول ﷺ میں زکوٰۃ کی مقدار اور وصولی میں کوئی رعایت نہ کی بلکہ ایسے منکرین زکوٰۃ سے جنگ کی جو بعد میں ایک صحیح، درست اور دین کو تقویت دینے والا فیصلہ ثابت ہوا۔

زکوٰۃ تو ہم پابندی کے ساتھ قرآن کے حکم اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق دیتے ہیں اور یہی زکوٰۃ ہمارے دینی مدارس کا ایک بہت بڑا ذریعہ بھی ہمیشہ سے رہا ہے مگر اسی قرآن کا حکم اور سنت (موکدہ) رسول ﷺ کے مطابق اللہ کو صرف اللہ تعالیٰ کہنے کے بجائے باپ دادا کی عادت کے مطابق خدا/God وغیرہ کہنے پر کیوں بضد ہیں اور اس کے لیے الٹی سیدھی متضاد تاویلیں کیوں پیش کرتے ہیں۔

زکوٰۃ کے معاملے میں قرآن کریم کی مکمل تابعداری وتعمیل ہے کہ اس سے مالی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں مگر......

جب قرآن کریم کا حکم قل ھو اللہ احد اور رسول اللہ ﷺ کا مسلسل و مستقل عمل کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کہا اور کبھی بھی خدا اور دیگر باطل معبودوں کے

نام سے نہیں پکارا کیوں واجب العمل نہیں ہے؟

افسوس اس بات کا ہے کہ یہ ہی دینی مدارس جو زکوۃ کے قرآنی حکم اور سنت رسول ﷺ سے مستفیض صدیوں سے ہو رہے ہیں آج خدا اور دیگر معبودوں کو جنہیں اسی قرآن ورسول ﷺ نے باطل قرار دیا اس کا شدومد کے ساتھ دفاعی قلعہ بنے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرآنی وحدیثی اسماء سے پکارنے کی دعوت دینے والوں کو قابل ملامت طنز واستہزا کا سزاوار سمجھتے ہیں۔

روزہ بھی اسلام کے بنیادی فرض ارکان میں سے ہے اور قرآن کریم میں متعدد مرتبہ اس کی ہدایت/حکم دیا گیا ہے مگر سحری سے لیکر افطار تک اور پھر رات کو سونے تک کے تمام اعمال اور عبادات کی ہدایت ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہیں۔

- سحری کے وقت کا تعین اور نیت کے الفاظ۔
- روزے کی حالت میں کن اعمال کی اجازت ہے۔
- کن اعمال/افعال/الفاظ واطوار سے رکنا/پرہیز کرنا ضروری ہے۔
- روزے کے درمیان افعال عبادت کی تلقین اور اس کا ثواب۔
- افطار کا وقت اور دعا۔
- خصوصی عبادت تراویح۔ اس کی رکعتیں اور طریقہ کار وغیرہ۔

یہ سب امور ہمیں سنت رسول ﷺ کے ذریعے ملے ہیں اور بغیر کسی ردوبدل کے 14 صدیوں سے زیادہ عرصے سے مسلمان اس پر دنیا بھر میں عمل پیرا ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت رہیں گے۔ روزے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے، شریعت موسوی اور شریعت عیسوی یہاں تک کہ ہندوؤں اور مجوسیوں میں بھی روزے تھے جو چند گھنٹوں

سے لے کر دو دن تک پھیلے ہوئے تھے۔ کھانے پینے میں چند چیزوں کی اجازت تھی (وغیرہ) مگر شریعت محمدی ﷺ نے ان سب کو منسوخ کر کے روزے کی ایک بالکل نئی ترکیب و ترتیب دی اور چونکہ یہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائی، اس لیے مسلمانوں نے اس کو بھی بغیر چوں و چرا کے بہ صمیم قلب قبول کیا اور عمل کر رہے ہیں۔

اس ماہ مبارک میں صرف سنت کی پیروی میں دنیا بھر کے مسلمان آخری عشرے میں اعتکاف میں بیٹھتے ہیں جس کے قاعدہ و قانون بھی رسول اللہ ﷺ نے ترتیب دیے، یہی وہ ماہ مبارک ہے جس کی 21 تاریخ سے لے کر 29 ویں شب تک مسلمان شب قدر کی تلاش کرتے ہیں، جس کی نوید اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر میں دی ہے کہ ایک رات کا اجر ایک ہزار ماہ یعنی 83 سے زائد سال کی عبادت سے افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تاریخوں کا اشارہ دیا ہے کہ اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اس ماہ مبارک میں تمام جسمانی، نفسانی، نفسیاتی خواہشات کو ہم صرف اس لیے قابو میں رکھتے ہیں کہ یہی سنت نبی ﷺ ہے اور اس کے اجر و ثواب کی امید بھی اسی لیے ہے کہ یہی آپ ﷺ کا پیغام ہے جسے ہم من و عن سچا مانتے ہیں اور اسی پر ایمان ہے تو پھر ہم نبی ﷺ کے اس صحیح پیغام حدیث کی تلقین کو کیوں نہیں مانتے کہ......

بسم اللہ خیر الاسماء ......الخ

اللہ کے نام سے جو سب سے بہترین نام ہے (مستدرک حاکم، بیہقی)

اور اللہ کو اسی نام سے کیوں نہیں پکارتے جس نام سے نبی آخر الزماں ﷺ نے ساری زندگی پکارا اور کیوں باپ دادا کی ریت کو

جاری رکھنے پر مصر ہیں، اور ایسے ناموں کو بھی جائز سمجھتے ہیں جو خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غیر مسلم اپنے معبودوں کے لیے استعمال کرتے تھے اور جن کو نہ رسول اللہ ﷺ نے اور نہ صحابہ کرامؓ نے خود کہا اور نہ اس کی اجازت دی۔

حج

اسلام کا پانچواں بنیادی رکن حج ہے جس کا حکم قرآن کریم میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے مگر یہ ہمیں خاتم الانبیاء ﷺ نے بتایا کہ یہ زندگی میں ان لوگوں پر ایک مرتبہ فرض ہے جن کی استطاعت ہو۔

حجۃ الوداع میں جو کہ آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے چند ماہ پیشتر تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے حج کے طریقے سیکھ لو اور وہ تمام ارکان خود ادا کر کے بھی بتائے اور تحریراً بھی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا فرمائے۔

☆ ..... قربانی خود کر کے بتائی اور قربانی کے جانوروں کی خوبیاں بھی بیان فرمائیں اور ان جانوروں کی بھی نشاندہی فرمائی جن سے قربانی کرنا جائز نہیں۔

☆ ..... بیرون مکہ سے آنے والوں کے لیے میقات کا تعین بھی آپ ﷺ نے ہی فرمایا۔

☆ ..... قیام ایام منٰی کا تعین بھی آپ ﷺ نے ہی مقرر فرمایا۔

☆ ..... عرفات کی روانگی اور سارے دن کا قیام بھی آپ ﷺ ہی کی سنت ہے اور اس قیام کے دوران عبادات کی تعلیم بھی آپ ﷺ نے ہی فرمائی تھی۔

☆ ..... مزدلفہ میں رات کا قیام اور وہاں سے روانگی کے اوقات بھی آپ ﷺ ہی کی سنت و تعلیم کے مطابق ہیں۔

☆ ..... شیطانوں کو کنکریاں مارنا اور اس کی ترتیب بھی آپ ﷺ کی سنت ہے۔ جن کو

دورِ نبوت سے لے کر اب تک اسی ترتیب سے ادا کیا جا رہا ہے۔

اسلام کے اس پانچویں رکن کی ادائیگی زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے اور اس پر الحمدللہ رب العالمین ہم نہایت اہتمام سے سنت رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اور ہر ہر قدم اور عمل سنت کے مطابق ادا کرنے کے لیے سالوں، مہینوں پہلے سے تیاری شروع کرتے ہیں۔

اس حج کا حکم قرآن کریم میں ہے اور اس کی ادائیگی رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کرنے کی خواہش میں زندگی کا ایک بڑا حصہ اور اپنی کمائی کی ایک خطیر رقم خرچ کر دیتے ہیں مگر اسی قرآن کریم کے حکم کے مطابق ✲

﴿قل هو الله احد﴾

''کہو کہ اللہ ایک ہے''

اور سنت مؤکدہ رسول مقبول ﷺ کے مطابق اور اپنی تحریرات، تقریرات اور اقوال وگفتار میں ''اللہ تعالیٰ'' کہنے کے بجائے غیر اسلامی اور دیگر باطل مذاہب کے معبودوں کے نام سے پکارنے کو نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ، خود مفتیان کرام کے فتاویٰ کے مطابق، غیر اولیٰ و غیر افضل نام ہونے کے باوجود عامی بھی اور علما بھی لفظ

✲ اس کی تفصیل انشاءاللہ تعالیٰ اپنی آئندہ کتاب ''لا الہ الا اللہ، حرمت، عظمت، اجر وثواب'' میں عرض کریں گے، جس میں اس موضوع پر مزید بحث کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنا سنت مؤکدہ ہی نہیں بلکہ فرض عین بھی ہے۔

''خدا'' کی سارا دن گردان کرتے رہتے ہیں۔

کیا کبھی ہم نے سوچا کہ کہیں ہمارا یہ عمل سنت مؤکدہ رسول ﷺ سے متصادم تو نہیں؟؟

1. یوم جمعہ غسل کرنا، اچھے کپڑے پہننا اور عطر لگانا سنت ہے۔
2. مسجد میں دایاں قدم رکھ کر اللھم افتح لی ابواب رحمتك کہنا سنت ہے۔
3. عمامہ باندھ کر منبر پر بیٹھنا اور داہنے ہاتھ میں عصا لینا سنت ہے۔
4. اسی منبر پر بیٹھ کر اہم دینی مسائل پر وعظ و تقریر کرنا سنت ہے۔
5. اسی منبر سے خطبہ دینا سنت ہے۔

یہ سب سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے، مگر اسی خطبے میں

خدا، خدا، خدا

کی گردان کس کی سنت کے مطابق ہے؟

کیا باپ دادا کی تقلید سنت رسول اللہ ﷺ پر فوقیت رکھتی ہے؟

سوچیے! آپ کو سنت کے مطابق اپنے وحدہ لاشریک لہ معبود کو اللہ تعالیٰ کہنا چاہیے یا باپ دادا کی تقلید میں خدا؟

کہیں آپ یہ تو نہیں بھول رہے کہ:

... باپ دادا کی تقلید آخری سانس کے ساتھ ختم ہو جائے گی اور

... قبر میں اطاعت اللہ تعالیٰ اور اطاعت رسول اللہ ﷺ ہی کام آئے گی اور اس میں صرف.....

اللہ، اللہ، اللہ (تعالیٰ)

ہی ہے، یہی حق ہے باقی سب باطل ہے:

﴿وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل 81/17)

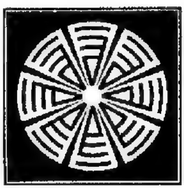
''اور کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا، بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔''

﴿اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۃ المائدہ 105/5)

''تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تم کو تمھارے سارے کاموں سے جو دنیا میں کیے تھے آگاہ کرے گا (اور ان کا بدلہ دے گا)۔''

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ مَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ﴾ (سورۃ الزمر 41/39)

''بے شک ہم نے آپ پر لوگوں (کی ہدایت) کے لیے سچائی کے ساتھ کتاب نازل کی ہے، تو جو شخص ہدایت پاتا ہے تو وہ اپنے ہی (بھلے کے) لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور (اے رسول ﷺ) آپ ان پر ذمہ دار (داروغہ) نہیں ہو۔''



اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (سورۃ المائدہ 5/ 57)

"اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے، دوست نہ بناؤ اور مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔"

غور فرمائیے!

اللہ تعالیٰ کی اپنے آخری اور پاک کلام میں اس واضح ہدایت کے باوجود اگر کوئی مسلمان خدا/God ودیگر کافروں مشرکوں کے معبودوں کے نام اللہ تعالیٰ کے لیے جائز سمجھے اور ان کا بڑی شدومد سے دفاع بھی کرے تو کیا وہ حقیقتاً یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ:

اے معبود برحق! آپ تو ان کو دوست بنانے سے منع کر رہے ہیں مگر ہم تو ان تمام مشرکین وکافرین کے معبودوں کے نام آپ کے لیے نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ دل وجان سے، بڑی شدومد سے ان کا دفاع بھی کرتے ہیں کہ یہ
ہمارے باپ دادا کی عزت کا مسئلہ ہے، ان کی میراث ہے
جسے ہم کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتے!

جو اپنی کنیت اور اپنے بیٹوں، پوتوں، نواسوں کا نام عبد اللہ کے بجائے

عبدالخدا

عبدالگوڈ

عبدالبدھا

عبدالبھگوان

عبدالایشور

اور دیگر مشرکوں اور کافروں کے، ہر زبان میں رائج، معبودوں کے نام کے ساتھ عبد ل کے لفظ کا اضافہ کر کے نام رکھیں، اگر ان کے زعم کے مطابق یہ سب نام اللہ وحدہ لا شریك له کے لیے جائز ہیں۔

یہ ایسا اس لیے نہیں کریں گے کہ وہ دل میں مانتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہوگا، مگر لفظ خدا کا دفاع اس لیے ضروری ہے کہ یہ

علمائے کرام، مشائخ حضرات، مفتیان عظام، خطیب وائمہ مساجد اور مدرس صاحبان

گزشتہ باب میں ہم نے یہ بتایا تھا کہ قرآن کریم کے احکامات بجالانے کے لیے تمام مسلمان رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرتے ہیں اور آج پندرھویں صدی ہجری میں بھی دنیا بھر کے مسلمان ایک ہی طرح سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، رمضان کے روزے رکھتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔ اطاعت رسول اللہ ﷺ صرف فرائض کی حد تک ہی نہیں رکتی بلکہ الحمد للہ صبح سے شام ہر ہر قدم و عمل میں پیروی رسول اللہ ﷺ ہی ہر مسلمان کا شیوۂ زندگی رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت رہے گا۔

یہ تمام معمولات زندگی سنت رسول مقبول ﷺ کے مطابق تو پھر اس کے بعد خدا / خدا، گوڈ کی سارے دن گردان کس کی سنت کے مطابق؟

اس بات کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ یہ بزرگوں کی تقلید میں ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا:

بزرگوں کی تقلید سنت رسول اللہ ﷺ پر مقدم ہے؟ گر ایسا نہیں ہے تو پھر آخر یہ تضاد کیوں کہ صبح تو سنت کے مطابق کریں اور دن بزرگوں کی تقلید کرتے ہوئے گزاریں۔

گزشتہ ابواب عام مسلمان اور طلبہ حضرات کے غور و فکر کے لیے تھے۔

اب آیئے دوسرے معاملات زندگی کی طرف جن پر مسلمان بالعموم اور آپ حضرات بالخصوص شب وروز شدت کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔

(۱) جب ہم سوکر اٹھتے ہیں تو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق چہرے اور آنکھوں کو ملتے ہیں کہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔

(۲) نیند سے اٹھ کر یہ دعا پڑھتے ہیں:

﴿الحمدللّٰہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور﴾

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

(۳) پاجامہ یا شلوار پہنتے ہیں تو پہلے دائیں پاؤں میں اور قمیض پہنیں تو پہلے دائیں آستین سے، اسی طرح جوتا پہنیں تو پہلے دائیں پاؤں میں اور ان تمام چیزوں کے اتارنے میں بھی سنت کے طریقے کا اہتمام کرتے ہیں۔

(۴) ناشتہ/کھانے پر دسترخوان بچھانا، کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھوں کو دھونا، بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنا، داہنے ہاتھ سے کھانا، جوتا اتار کر کھانا، کھانے میں کوئی عیب نہ نکالنا، اسی طرح سے دائیں ہاتھ سے پانی بسم اللہ کہہ کر تین سانس میں پینا اور پینے کے بعد الحمدللہ کہنا، کھانے کے بعد یہ دعا پڑھنا:

﴿الحمدللہ الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین﴾

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

یہ سب بھی تو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے اور ہر مسلمان اس پر عمل کرتا اور اس کو بہت بڑی سعادت سمجھتا ہے۔

(۵) گھر سے باہر نکلتے وقت رسول اللہ ﷺ کی ہدایت وسنت کے مطابق ہم یہ

دعا پڑھتے ہیں:

﴿بسم اللّٰہ توکلت علی اللّٰہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ﴾

ترجمہ: میں اللہ کے نام کے ساتھ نکلا، میں نے اللہ پر بھروسا کیا، گناہوں سے بچنے کی اور نیکیاں کرنے کی قوت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

(۶) بیت الخلاء میں جاتے وقت سنت کے مطابق یہ دعا پڑھتے ہیں:

﴿بسم اللّٰہ اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث﴾

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت۔

(ب) بیت الخلاء سے نکلتے وقت سنت کے مطابق داہنا پیر نکالتے ہیں اور یہ دعا پڑھتے ہیں:

﴿غفرانک الحمدللّٰہ الذی اذھب عنی الاذٰی وعافانی﴾

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیز دور کی اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔

قارئین کرام غور فرمائیے!

محبت رسول اللہ ﷺ میں ہم ہر اس عمل کو اختیار کرتے ہیں، جو سنت کے مطابق ہو۔ آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ اہل سنت ہونے کے ناطے ہم سو کر اٹھنے کے بعد سے لے کر رات کو سونے تک ہر عمل کے لیے سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور کتب شمائل وخصائل کی روشنی میں اپنا ہر لمحہ سنت کے مطابق گزارنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

---

❶ ابوداود، ابن ماجہ

❷ بخاری

❸ ترمذی، ابن ماجہ

[illegible]

ایک طرف تو ہم سنت رسول ﷺ پر عمل کا اس قدر اہتمام کرتے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کو خدا صرف اس لیے کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کی روایت ہے، جس کی تقلید ازبس ضروری ہے جب کہ فتویٰ موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو خدا نہیں کہا۔

[illegible]

نکاح/شادی کا تصور زمانہ قدیم سے ہر قوم، مذہب اور معاشرے میں رہا ہے۔ رسول مقبول ﷺ نے بھی ہمیں نکاح اور ولیمہ کی تعلیم فرمائی ہے، جس پر امت مسلمہ الحمد للہ آج تک قائم ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی، اس لیے کہ یہی سنت نبوی ﷺ ہے۔

اسی طرح سنت کے مطابق ہم بچے کی پیدائش پر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہتے ہیں، ساتویں روز عقیقہ کرتے ہیں، بچے کے پیدائشی بال منڈوا کر اس کے برابر چاندی خیرات کرتے ہیں اور اس کا نام رکھتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی ہدایات کے مطابق اسلامی ہوتا ہے۔ تاکہ نام ہی سے معلوم ہو کہ یہ مسلمان ہے۔

یہاں تک تو ہم یہ سب احتیاط کرتے ہیں اور اپنے بچے کا نام رام چندر/بھگوان داس/یزدگرد/جون (Joan)، ماتھس (Mathew)، بدھا/گوتم نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ حامیان لفظ ''خدا'' بھی اپنے بچوں کا نام عبد اللہ رکھتے ہیں،

❶ عبد الخدا ❷ عبد البھگوان

عبدالگوڈ ❁ عبدالایشور ❁

عبدالبدھا ❁ عبدالگوتم ❁

وغیرہ نہیں رکھتے؟ صرف اس لیے کہ یہ سب غیر اسلامی نام ہیں، تو اگر آپ اپنے بچے کا غیر اسلامی نام نہیں رکھنا چاہتے تو پھر اپنے خالق ومالک وحدہ لاشریک له اللہ تعالیٰ کو غیر اسلامی، غیر قرآنی نام سے پکارنا کیوں جائز سمجھتے ہیں؟

اپنے آپ کو بندۂ خدا تو کہتے ہیں مگر:

❁ بندۂ گوڈ ❁ بندۂ بدھا

❁ بندۂ بھگوان ❁ بندۂ ایشور

❁ بندۂ برھما

کیوں نہیں کہتے؟ اگر یہ تمام نام وحدہ لاشریک له اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہیں تو پھر ان کا بندہ بننا بھی جائز ہونا چاہیے...... یہ سب کچھ نہیں کرتے اس لیے کہ باپ دادا نے ایسا نہیں کیا تھا، ہم اب ایسا کیونکر کر سکتے ہیں؟ ❁

کیا آپ حضرات نے کبھی یہ بھی سوچا کہ اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے تو بہترین اسلامی نام اور توحید کی واحد نشانی وحدہ لاشریک لہ اللہ تعالیٰ کے لیے مشرکوں اور کافروں کے معبودان باطلہ کے نام بھی جائز...... اور پھر بھی مسلمان اور اہل سنت والجماعت......

❁ میرے خیال میں چونکہ ان کے باپ دادا نے اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ بلا حدود و قیود استعمال کیا ہے اس لیے ان حضرات نے اس نکتے کی حدود کو وسیع تر کرنے کی خاطر کسی بھی مذہب وزبان کے معبودوں کے لیے استعمال ہونے والے نام کو اللہ تعالیٰ کے لیے جائز قرار دے دیا۔

نماز جنازہ

قرآن کریم نے کہیں بھی جنازے کا ذکر نہیں کیا ہے، مگر سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہر فوت ہونے والے مسلمان کی ہم نماز جنازہ پڑھتے ہیں، اس کی تجہیز و تکفین سنت کے مطابق کرتے ہیں، قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں:

﴿بسم اللہ و علیٰ ملة رسول اللہ﴾

یہ ایسی سنتیں ہیں جن پر دنیا بھر کے مسلمان عمل کرتے ہیں۔

غور کیجیے! یہاں بھی آخری مرتبہ اللہ تعالیٰ کا ہی نام ہے! ''خدا'' ندارد۔

تو اگر میت کی جملہ رسوم و عبادات سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہوتی ہیں تو ساری زندگی سنت مؤکدہ رسول مقبول ﷺ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو اللہ کہنے میں کیا حیل و حجت ہے؟ اور خدا کہنے پر اتنا اصرار کیوں ہے؟

معزز قارئین حضرات:

غور فرمایئے! کہ صبح سے رات تک ہماری ساری کوشش و سعی یہ ہوتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ہم زندگی قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق گزاریں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں..... مگر یہ کیسا ستم ہے کہ:

(۱) اسی قرآن کریم میں 2699 مرتبہ اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کی تکرار ہونے کے باوجود۔

(۲) اسی قرآن کریم میں سینکڑوں صفاتی ناموں کے ہونے کے باوجود (جن کی ایک عرب محقق عالم کے مطابق تعداد دس ہزار سے زائد بتکرار قرآن کریم میں ذکر ہے۔)

(۳) رسول اللہ ﷺ کے ساری زندگی اپنے وحدہ لاشریک معبود کو صرف اور صرف

اسم ذات اللہ تعالیٰ سے پکارنے کے باوجود

حامیان لفظ ''خدا'' مصر ہیں کہ :

اللہ تعالیٰ کو نہ صرف مجوسیوں کے معبود خدا، عیسائیوں کے تثلیثی معبود گوڈ اور ہر اس نام سے پکارا جاسکتا ہے جس کو کسی بھی مذہب، عقیدے اور زبان میں مشرکوں اور کافروں نے ثنویت، تثلیث اور کثرت معبود کے لیے بولا ہو!

وضو اور غسل

(۱) ہر وضو سے پہلے مسواک کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

(۲) وضو میں 4 فرائض ہیں اور باقی سنتیں ہیں، جن پر ہر مسلمان عمل کرتا ہے۔

(۳) وضو کے بعد کی دعا:

(الف) اشهدان لااله الاالله وحده لاشريك له واشهدان محمداًعبده ورسوله.

(ب) اللهم اجعلنى من التوابين واجعلنى من المتطهرين.

کس کی سنت ہے؟

(۴) غسل کے فرائض تو صرف تین ہیں، مگر مسنون طریقہ میں تو کئی دوسرے اعمال بھی شامل ہیں اور ہر مسلمان ان پر عمل کرتا ہے۔ یہ کس کی سنت ہے؟

جواباً آپ یہی کہیں گے کہ یہ سب سنت رسول مقبول ﷺ کے مطابق ہے اور یہ ایک حقیقت بھی ہے..... تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:

اگر ان تمام معاملات میں سنت کا اتنا اہتمام ہے تو پھر معبود برحق کے معاملے میں ہم سنت مؤکدہ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے اللہ کو اللہ تعالیٰ کیوں نہیں کہتے ہیں اور ان ناموں سے پکارنے کے جواز کی بے سروپا اور باہم متضاد دلیلیں کیوں ڈھونڈتے ہیں؟

دیگر یہ کہ اگر یہ سب نام جائز ہیں تو پھر رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ان کی اجازت کیوں نہ دی؟

یہ دستر خوان بچھانا، کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا، بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنا۔ داہنے ہاتھ سے کھانا (جبکہ دنیا کی بڑی اکثریت بائیں ہاتھ اور چھری کانٹے اور اسٹک وغیرہ سے کھاتی ہے) دائیں ہاتھ سے 3 سانس میں پانی پینا، جوتے اتار کر کھانا اور کھانے کے بعد دعا کرنا اور اگر آپ مہمان ہیں تو میزبان کے لیے دعا کرنا وغیرہ کس ذات گرامیٔ قدر کی سنت ہے۔

اگر اس سب کا اہتمام سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے تو پھر:

سنت مؤکدہ کے مطابق اللہ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کہنے میں کیوں تکلیف ہے اور خدا/God کہنے میں یہ دیدہ دلیری اور بغیر کسی قرآن وسنت کی دلیل کے اتنا اصرار کیوں ہے؟

یہ لباس پہنتے وقت ہر مرتبہ دائیں ہاتھ، پیر سے شروع کرنا، جوتے میں سیدھا پیر پہلے ڈالنا، عمامہ اور اس کے نیچے ٹوپی پہننا، شلوار اور تہبند ٹخنوں سے اوپر رکھنا، وغیرہ کس کی سنت ہے اور اس کا اتنا اہتمام کیوں ہے؟

ظاہر ہے کہ جواب یہ ہوگا کہ یہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سنت ہے تو محترم سوچیے! کہ اسی نبی ﷺ کی سنت مؤکدہ تو یہ بھی ہے کہ آپ نے زندگی بھر قرآنی احکام کے مطابق اللہ تعالیٰ کو اللہ ہی کہا اور کبھی بھی خدا نہیں کہا۔ ❁

❁ تفصیل کیلئے دیکھیے "اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خدا، 2009ء باب 17۔

داڑھی کو بڑھانے اور مونچھوں کو کتروانے اور مجوسیوں کے خلاف کرنے کی تلقین بھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اور ہم سب اس پر عمل پیرا ہیں۔

یہ لمّہ، جمّہ اور وفرہ کی مقدار بال رکھنا یا حلق کروانا (منڈوانا)، مونچھوں کا کتروانا، ناخن کٹوانا، زیرناف اور بغل کے بال صاف کروانا، یہ سب بھی تو سنت ہے اور اس پر عمل کرنا بھی سنت ہے۔

غور فرمایئے! کہ رسول اللہ ﷺ، بخاریؒ کی حدیث کے مطابق داڑھیاں بڑھانے اور مونچھ کتروانے کے لیے حکم فرما رہے ہیں تاکہ ہمارا یہ عمل مجوسیوں کے خلاف ہو اور ہمارا ایک جدا تشخص ہو۔

نبی ﷺ کو ہمارے چہرے کی مجوسیوں سے مشابہت قبول نہ تھی اور اس نبی ﷺ کی امت کے ایک حصہ نے انہی مجوسیوں کے معبود خدا کو، جو ہزارہا سال سے ثنویت کی مصدقہ علامت تھی، اپنے وحدہ لاشریک معبود کے لیے اختیار کرلیا۔

(الف) کیا ہم نے سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کیا؟

(ب) کیا ہم نے سنت مؤکدہ پر عمل کیا؟

(ج) کیا ہم پھر بھی اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت میں شامل کر سکتے ہیں؟

(د) کیا ہم نے سنت مؤکدہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں باپ دادا کی تقلید کو مقدم نہیں رکھا ہے؟

(ح) کیا ہم اللہ تعالیٰ کے لیے اس نام کا دفاع نہیں کر رہے ہیں جو نام رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں لیا؟

تو پھر ذرا غور فرمائیے!

الف ہم سنت مؤکدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو اس کے اسم ذات سے پکارنے کے بجائے ''خدا'' کیوں کہتے ہیں۔

ب صرف اس لیے کہ ہمارے باپ دادا یہ کہتے چلے آئے ہیں۔

تو پھر قرآن کریم کی آیات، البقرہ 170/2، المائدہ 104/5 اور لقمان 21/31 کی یہ آیت آج کس پر لاگو ہوتی ہیں، ان کا کس پر اطلاق ہوتا ہے؟

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ﴾ (سورۃ البقرۃ 170/2)

''اور جب کوئی ان سے کہے کہ تابعداری کرو اس حکم کی جو کہ نازل فرمایا اللہ نے تو کہتے ہیں ہرگز نہیں ہم تو تابعداری کریں گے اس کی جس پر دیکھا ہم نے اپنے باپ دادوں کو۔''

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ﴾ (سورۃ المائدہ 104/5)

''اور جب کہا جاتا ہے ان کو آؤ اس کی طرف جو کہ اللہ نے نازل کیا اور رسول ﷺ کی طرف تو کہتے ہیں ہم کو کافی ہے وہ جس پر پایا ہم نے اپنے باپ داداؤں کو۔''

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ﴾ (سورۂ لقمان 21/31)

''اور جب ان کو کہیے چلو اس حکم پر جو اتارا اللہ نے، کہیں گے نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے اپنے باپ داداؤں کو۔''

ماضی اور حال میں لفظ خدا کا استعمال

ماضی میں لفظ خدا کا استعمال شاہی عادات، روایات، ضروریات اور فارسی کا سرکاری زبان ہونے کی وجہ سے غلط العام ہو گیا تھا اور خواص و عام اس لفظ کے عادی ہو گئے اسی لئے بزرگوں نے بھی اپنی تحریر، تقریر اور گفتار میں اسے اختیار کیا۔ مگر محض اس غلط العام لفظ کے استعمال سے ان بزرگوں کے مذہبی، علمی اور فکری مقام پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہمیں ان کی نیت پر یقیناً شک نہیں کرنا چاہئے۔ ہر شعبۂ زندگی میں ان بزرگوں کا مقام بہت بلند ہے اور ہمیں بزرگوں کو اسی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ البتہ اب جبکہ زمانہ حال میں فتاویٰ بھی موجود ہیں کہ:

1. اللہ تعالیٰ کے اسمِ ذات کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔
2. اپنی تحریرات، تقریرات اور گفتار میں اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا افضل ہے

تو ہر خواص و عام کو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ ہی کہنا چاہئے خدا نہیں کہ:

1. یہ ہی کلام اللہ تعالیٰ / قرآن پاک کا حکم ہے۔
2. اور یہ ہی سنت مؤکدہ رسول اللہ ﷺ ہے۔

اے پیروان و حامیان لفظ خدا

اس چشم کشا عبارت کو غور سے پڑھئے

When the Abbasid Caliphate declined and new independent states emerged in the eastern part of the Caliphate, these rulers revived the ancient Iranian traditions and institutions. The ruling dynasties of Samanid, Ziyarid, and Buid associated themselves with ancient Iranian dynasties in order to legitimise their rule.

This attempt showed that in Central Asia and Iran, people were still under the spell of ancient Iranian culture and civilisation and believed that individuals belonging to the ancient royal families were endowed by a 'royal light' (far) which distinguished them from others.

Therefore, the newly emerging dynasties enthusiastically revived the Iranian model of kingship, established traditional administrative institutions and introduced ancient court ceremonies to gain acceptance as the inheritors of the past. They revived all the traditions of royal titles, modes of homage, etiquette, processions, bestowal of robe of honour 'and cash awards, distribution of charity among poor, patronisation of poets who composed panegyric poetry in their honour, building monuments and tombs to remind coming generations of their rule and keep their memory alive after their death. All these efforts were made to deepen the loyalty among people and immortalise their dynastic rule.

The Irani model of kingship suited these rulers because it provided them unlimited power and unchallenged authority. When this model was consolidated, the Muslim jurists had no alternative but to justify it according to the teachings of Islam. The Saljuqi wazir, Nizamul Mulk Tusi, in his book Siyasatnama writes that God creates a person in each period who has royal qualities and who looks after his subjects. God, through him, averts chaos and natural calamities. He consolidates his grandeur in order that people can live under his just rule in peace.

On the basis of these theories, the king derived his authority directly from God and came to be regarded as zill-i-Ilajhi or shadow of God. This made the king into a powerful and sacred being. To criticise or to rebel against him was a heinous crime. Thus the Muslim jurists gave religious sanction to the office of kingship and advised people to remain loyal to their rulers. ◆

◆ *For details please see,* **Muslim Kingships,** ***Mubarak Ali***
Daily Dawn Karachi, Sunday Review page 11, 11/7/2010

ڈاکٹر صاحب سہ ماہی "تاریخ" لاہور کے مدیر ہیں۔ • خط اس عاجز نے آپ کی توجہ کے لئے کشید کیا ہے۔

باب:6

حامیان لفظ خدا کے باہم تضادات

کون صحیح کون غلط؟

وہ صاحبان جو اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ خدا/God اور دیگر مشرکوں اور کافروں کے معبودوں کے ناموں کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہیں، یہ بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ ''اللہ تو حق تعالیٰ شانہ کا ذاتی نام ہے، جس کا نہ کوئی ترجمہ ہوسکتا ہے، نہ کیا جاتا ہے۔'' [1]

معزز قارئین کرام وحمایت حامیان لفظ خدا!

آپ اپنے گھر، لائبریری میں رکھے ہوئے قرآن کریم واحادیث کے تراجم اٹھا کر دیکھ لیجیے آپ کو اکثر جگہ ''اللہ'' کا ترجمہ ''خدا'' ملے گا حتیٰ کہ آپ کو دینی رسائل کے مضامین میں بھی آیات قرآنی واحادیث، بزرگوں کے اقوال میں ''اللہ'' کا ترجمہ ''خدا'' ملے گا۔ اب سوچیے!

(الف) یا تو یہ فتویٰ غلط ہے جو بغیر کسی تحقیق کے جاری کیا گیا ہے یا

(ب) وہ صاحبان غلط ہیں جنھوں نے ''اللہ تعالیٰ'' کا ترجمہ خدا کیا اور اب بھی کر رہے ہیں۔

اس ناچیز کی رائے میں یہ تضادات صرف اور صرف اس لیے ہیں کہ اس دور کے مفتی و عالم صاحبان بغیر کسی تحقیق کے اس غلط عادت کو جائز ثابت کرنے کی کوشش میں خود واضح تضادات پیدا کر رہے ہیں، اپنے ہی گروہ کے خلاف شواہد مہیا کر رہے

[1] فتاویٰ بینات، جلد اول، صفحہ 76، مکتبہ بینات کراچی، 2006ء۔ اس فتوے کے دوسرے تضادات پر اس خاکسار کی بہت تفصیلی عرضداشت، اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خدا کے دوسرے ایڈیشن میں پیش کی جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہیں۔ کوئی بھی عادت، رسم و رواج، چلن، روش، نظریہ، فکر و خیال جو بے سند ہو دلیل نہیں بن سکتا، بلکہ ایسی چیز جلد یا بدیر غلط ثابت ہو جاتی ہے اور جو بھی اس کو جائز اور صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے خود ہی اپنے خلاف شواہد پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔

یہی مسئلہ حامیان لفظ خدا کے ساتھ ہے کہ ہر کوئی اپنی دلیل دیتا ہے اور اس کے ذریعے خود اپنے اور اپنے گروہ کے دوسرے صاحبان کی دلیلوں کی کمزوریاں بے نقاب کر دیتا ہے۔

خود ان ہی بزرگوار کی یہ تحریر ملاحظہ فرمائیے:

"یہ تو ظاہر ہے کہ "خدا" عربی زبان کا لفظ نہیں، فارسی کا لفظ ہے، جو عربی لفظ "رب" کے مفہوم کو ادا کرتا ہے، "رب" اسمائے حسنیٰ میں شامل ہے اور قرآن و حدیث میں بار بار آتا ہے، فارسی اور اردو میں اسی کا ترجمہ "خدا" کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس لئے "خدا" کہنا صحیح ہے اور ہمیشہ سے اکابر امت اس لفظ کو استعمال کرتے آئے ہیں۔" [1]

ہماری گزارشات

(اول) یہ کہ اسمائے حسنیٰ کی مشہور حدیث میں اسم "رب" شامل ہی نہیں ہے۔ [2]

(دوم) یہ کہ عربی لفظ "رب" اتنے وسیع معنیٰ رکھتا ہے کہ عربی کے ماہرین کے نزدیک اس کا صحیح ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ [3]

(سوم) آپ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے تراجم اور اردو تفسیریں دیکھ لیجیے ہر جگہ آپ کو "رب" کا ترجمہ "پروردگار" ملے گا خدا نہیں، ان تمام تراجم

---

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل، مکتبہ لدھیانوی، 1999ء، جلد 7، صفحہ 39۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھیے اس ناچیز کی کتاب: اسماء اللہ عزوجل قرآن و سنت کے مطابق، حصہ اول، باب چہارم، صفحہ 67۔

[3] The Noble Quran, Translation by Muhammad Taqiuddin Al Hilali and Dr. Muhammad Mohsin Khan, Page 9.

میں آپ کو اللہ کا ترجمہ ''خدا'' ملے گا۔اس طرح یہ بات بھی محل نظر ہے کہ خدا، رب کا ترجمہ ہے۔یاد رہے کہ پروردگار بھی مجوسیوں کے معبود کا نام ہے جو ''رب'' کے لیے اختیار کیا گیا۔نہ جانے حامیان لفظ خدا/ خداوند/ پروردگار یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسم رب قرآن مجید کی پہلی آیت:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾

کے ساتھ نازل ہوا تھا اور مسلمان تو مسلمان، غیر مسلم بھی یہ لفظ بآسانی بول سکتے ہیں تو اس کے ترجمے کی تکلیف یا تکلف آخر کیوں..... کیا یہ سب صرف اپنے بزرگوں کی تقلید میں ہے؟

(چہارم) یہ کہنا کہ '' خدا، صاحب اور مالک کے معنیٰ میں ہے''[1] اس لیے بھی درست نہیں کہ:

(الف) اسم ''صاحب'' ابن مندہؒ اور قرطبیؒ نے مسلم ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عمل الیوم واللیلہ) کی احادیث نبوی سے تخریج کیا ہے اور معنیٰ کے اعتبار سے لفظ خدا کے معنیٰ سے بالکل جدا ہے۔[2]

(ب) اسم اللہ عزوجل ''مالک'' کسی حد تک لفظ خدا کے معنیٰ سے ملتا تو ہے مگر آپ کوئی بھی قرآن وحدیث کا ترجمہ یا تفاسیر اٹھا کر دیکھ لیجیے، کسی بھی جگہ کسی نے بھی ''مالک'' کا ترجمہ ''خدا'' نہیں کیا ہے، مالک ہی کیا ہے، اس لیے یہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں بھی بغیر کسی تحقیق کے،

---

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد اول صفحہ 468۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھیے خاکسار کی کتاب اسماء اللہ عزوجل قرآن وسنت کے مطابق، جلد دوم، صفحہ 332-333۔

حقائق کو جانے بغیر، ایک ذاتی رائے، قرآن وسنت کی سند کے بغیر دے دی گئی ہے۔ (1)

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

بڑوں کے پاس تحقیق کا وقت نہیں

شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں کہ: جنگل میں خبر پھیل گئی کہ حضرت انسان جنگل میں آیا ہے اور اونٹ کو تلاش کر رہا ہے، یہ خبر سن کر لومڑی کا بچہ بھاگنے لگا۔ کسی نے پوچھا کہ تو کیوں بھاگ رہا ہے، وہ تو اونٹ کو پکڑنے کے لیے تلاش کر رہا ہے، تمہاری اور اونٹ کی آپس میں کیا مناسبت ہے؟ لومڑی نے جواب دیا کہ خاموش رہو، اگر کسی نے یہ چغلی کر دی کہ یہ اونٹ کا بچہ ہے تو وہ پکڑ کر لے جائے گا، بڑوں کے پاس تحقیق و تفتیش کا وقت نہیں ہوتا، اس لیے عقل مندی یہی ہے کہ گرفتاری میں نہ آؤ۔

بشکریہ:

ماہنامہ حق نوائے احتشام،

کراچی، اگست 2010، صفحہ 14

---

(1) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے اس عاصی کی کتاب "اللّٰه وحده لاشریک له اور خدا"، باب 12 اور 13، صفحات 138 تا 170۔

باب: 7

اللہ وحدہ لا شریک لہ
برحق باقی سب معبود باطل

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ (سورہ لقمان 31/30)

"یہ اس لیے کہ اللہ کی ذات ہی برحق ہے اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے (اور عبادت کرتے) ہیں وہ باطل ہیں اور یہ کہ اللہ ہی رفیع الشان اور گرامی قدر ہے۔"

ہمارے اس موضوع کے اعتبار سے یہ آیت، جو پہلے مکہ مکرمہ میں سورہ لقمان میں اور دوبارہ مدینہ منورہ میں سورۃ الحج میں نازل ہوئی، بہت اہم ہے اور اس پر یہ خاکسار اپنی آئندہ کتاب "لا الہ الا اللہ، عظمت، حرمت، اجر و ثواب" میں بحث کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ معبود تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات برحق ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور معبود کو پکارنا اور عبادت کرنا بالکل باطل ہے۔

آیئے! اب مختصراً دیکھتے ہیں کہ اس دور میں اور خاص طور پر جزیرۂ عرب اور مکہ، مدینہ میں رہنے والے مشرکین وکافرین کے معبود کون تھے جن کو وہ پکارتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے:

1. ثنویت یعنی دو خداؤں کے قائل مجوسی اپنے نیکی اور بدی کے خالق معبودوں کو "اھورا مزدا، یزد، اور خدا" کے نام سے پکارتے اور ان کی عبادت

کرتے تھے، جو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت کے مطابق باطل ہیں۔

❷ تثلیث کے ماننے والے عیسائی اپنے معبودوں کو Deus,Theos کے نام سے پکارتے اوران کی عبادت کرتے تھے۔(بعد میں انگریزی میں یہ نام GOD ہوگیا) یہ نام بھی قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت کے مطابق باطل قرار پائے۔

❸ کثرت معبود کے ماننے والے بت پرست اپنے معبودوں کو god، دیوی، دیوتا، لات، منات، ایشور، بھگوان، بدھا وغیرہ کے ناموں سے پکارتے اوران کی پوجا کرتے تھے۔ یہ نام بھی قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت کے مطابق باطل قرار پائے۔ تو پھر:

اے پیروان رحامیان لفظ خدا! غور فرمایئے!

جن معبودوں کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے باطل قرار دیا، ان کے نام آج حق تعالیٰ کے لیے کیسے جائز ہو گئے؟ وہ تمام معبود نزول قرآن کے وقت باطل تھے اوراس لیے ہر مسلمان کے نزدیک آج بھی باطل ہیں۔ یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ یہ نام اللہ وحدہ لاشریك له کے لیے کبھی بھی جائز نہیں ہو سکتے۔

آپ کے پاس سوائے اس کے کوئی شرعی دلیل نہیں کہ ہمارے بزرگ ہزار سال سے ''خدا'' کہتے اور لکھتے آئے ہیں۔

ہر عقل وفہم والا شخص بخوبی جانتا ہے کہ یہ دلیل کوئی وزن نہیں رکھتی۔ ہم اُن حضرات سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں:

❶ کیا بزرگوں کے قول، فعل وعمل، قرآن کریم کی ہدایات نیز سنت رسول ﷺ پر (نعوذ باللہ) مقدم ہیں، جو آپ خدا کہنے کو بذریعہ بے سند فتاویٰ جائز سمجھتے ہیں۔

یہ پوچھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ:

(الف) قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو اسم ذات ''اللہ'' سے 2699 مرتبہ پکارتا ہے۔

(ب) رسول اللہ ﷺ کا مستقل و مسلسل عمل تو ساری زندگی اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنے کا تھا اور اس لیے ہر مسلمان کے نزدیک سنت مؤکدہ ہونے کی وجہ سے ''واجب العمل'' ہے۔

(ج) اسلام تو واحد دین حق ہے، باقی تمام مذاہب، عقائد باطل ہیں۔ اگر آپ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ ان مشرکین وکافرین کے معبودوں کے نام اللہ وحدہ لاشریك له کے لیے جائز ہیں تو پھر یہ نام ''اللہ'' مشرکین وکافرین کے ان معبودوں کے لیے بھی جائز ہوگا، تو کیا یہ حضرات اللہ وحدہ لاشریك له کا نام اپنے معبودوں کے لیے اختیار کرنے کو تیار ہیں؟ ظاہر ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے، تو کیا یہ امتیاز وافتخار حامیان لفظ خدا کو ہی حاصل ہے کہ توحید کی عالمگیر علامت اللہ وحدہ لاشریك له کے لیے دنیا بھر کے مشرکین وکافرین کے معبودوں کے نام استعمال کریں۔ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام امتوں کا سردار بنایا ہے ہمیں اس قدر سمجھوتا بازی کرنے کی کیا ضرورت ہے اور وہ بھی صرف اس لئے کہ بزرگوں کی ایک عادت کا دفاع کرنا ہے۔

جو حضرات ان ناموں کو جائز قرار دیتے ہیں وہ ذرا سوچیں:

2. ان کا یہ عمل قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت کے مطابق ہے؟ یا اس کے خلاف ہے؟

3. آپ ان معبودوں کے ناموں کو کیسے جائز سمجھ اور کہہ سکتے ہیں جبکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں باطل قرار دے دیا اور اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی ان کو اختیار نہیں کیا۔

کیا ہمارا یہ عمل کلام و احکام اللہ تعالیٰ کے اور سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہ ہوگا؟

للہ! ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیے! کیا اہل علم و تحقیق کا یہی منصب ہے کہ وہ محض ایک عادت کا دفاع کریں۔ آخر ہم کس طرف جا رہے ہیں؟

بزرگوں نے تو صرف مجوسی معبودوں کے نام ''یزد، خدا، پروردگار، خداوند'' استعمال کیے تھے، اور دورِ حاضر کے محقق علماء ہر مشرک و کافر کے معبود کے نام کو اپنے ''فتاویٰ'' کے ذریعے سند جواز فراہم کر رہے ہیں؟

آپ حضرات یہ حقیقت بھی بخوبی جانتے ہیں۔

خدا، گوڈ، ایشور، بھگوان، بدھا وغیرہ نہ رفیع الشان ہیں اور نہ ہی ہر شے پر قادر ہیں جبکہ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

''اللہ تعالیٰ (اس کائنات کی) ہر چیز پر قادر ہے''

خدا، گوڈ، ایشور، بھگوان، بدھا وغیرہ اس کائنات پر اپنی ذات واحد میں قادر نہیں، بلکہ ان کے پیروکاروں کے مطابق بھی اس میں ان کے سینکڑوں، ہزاروں شریک ہیں۔ نہ ہی ان میں سے کوئی ''کن فیکون'' کی طاقت کا واحد و یکتا مالک ہے۔ اس لیے بھی وہ اللہ وحدہ لا شریك له کے ہم سر و ہم نام نہیں ہو سکتے اور

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (سورۂ شوریٰ 42/11)

کوئی چیز بھی اس کے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ (سورۃ الحج 22/74)

ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہیے تھی۔

آخر میں یہ عرض کریں گے کہ اس ناچیز نے اپنی دونوں کتابوں میں حامیان لفظ خدا سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ یہ بتائیں کہ وہ کون سے معبود تھے اور ان کے کیا نام تھے کہ جن کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ باطل قرار دیتے ہیں؟ مگر کسی نے بھی اس سوال کا جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ ان مبصر صاحبان نے بھی، جنھوں نے میری کتابوں پر منفی تبصرے کیے، اس نہایت اہم سوال کا ذکر تک نہیں کیا، جس کا میں یہ مطلب لیتا ہوں کہ ان حضرات کو یہ بخوبی معلوم ہے کہ وہ کون سے معبود تھے؟ ان کے نام کیا تھے؟ مگر اس کا اظہار نہیں کرتے۔

بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی

جس دور میں

① ملک کے مسلمان بادشاہ کے سامنے دوسرا مسلمان، مجوسی روایات کے مطابق، سجدہ کرتا ہو......

② مسلمان اولیائے کرام اپنے مریدوں کے، ان کے سامنے سجدۂ تحیت کو جائز سمجھتے ہوں......

وہاں......

اللہ تعالیٰ کے لیے مجوسیوں کے معبود خدا/ خداوند/ یزد/ پروردگار کے نام استعمال کیے جانے کے جائز/ ناجائز ہونے کی کسے پرواہوتی!

(تفصیل کے لیے دیکھیے تتمہ سوم ''سجدۂ تحیت'' صفحہ 133)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۙ کَفَّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَالَہُمۡ﴾ (سورہ محمد 47/2)

''اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد (ﷺ) پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے رب کی طرف سے برحق ہے ان سے ان کے گناہ دور کردیئے اور ان کی حالت سنوار دی۔''

اے اہل ایمان! غور فرمایئے!

محمد ﷺ پر جو کتاب نازل ہوئی اس میں تو 2699 مرتبہ اللہ تعالیٰ کا اسم ذات بتکرار ہے اور خود نبیٔ آخرالزماں ﷺ نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی پکارا تو پھر اللہ تعالیٰ کو خدا/God و دیگر مذاہب باطلہ کے معبودوں کے نام سے پکار کر ہم نے کیا قرآن کا حکم مانا؟ اور سنت نبوی ﷺ پر عمل کیا؟

باب:8

تغلیظ الکذب علی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا ❶

گزشتہ ابواب میں اس خاکسار نے یہ عرض کرنے کی کوشش کی ہے کہ حامیان لفظ خدا کے قول وفعل میں کیا تضادات ہیں۔ مثلاً:

❶ فتویٰ تو یہ دیتے ہیں کہ ''اللہ'' کے نام کا ترجمہ نہیں ہوسکتا مگر قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر دیکھ لیجئے اکثر جگہ آپ کو ''اللہ'' کا ترجمہ ''خدا'' ملے گا۔

❷ فتویٰ تو یہ دیتے ہیں کہ تحریرات، تقریرات اور گفتار میں ''اللہ'' کہنا افضل ہے مگر اپنی تحریرات، تقریرات اور گفتار میں لفظ ''خدا'' کا بے دریغ استعمال ہے۔

❸ فتویٰ تو یہ دیتے ہیں کہ لفظ ''خدا'' ''رب''، ''مالک'' اور ''صاحب'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جبکہ قرآن واحادیث کے تراجم میں آپ کو:

(الف) رب کا ترجمہ پروردگار ملے گا (جو کہ مجوسیوں کے معبودوں کا نام ہے)

(ب) ''مالک'' کا ترجمہ مالک ہی ملے گا

(ج) ''صاحب'' حدیث سے تخریج شدہ اسم ہے اور عربی کے اس لفظ کا عام ترجمہ رفیق وساتھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا

اب آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ یہ حامیان لفظ خدا جب آنحضرت رسول اللہ صلی

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث 1 تا 5۔

اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ترجمہ کرتے ہیں تو وہاں بھی اللہ کا ترجمہ خدا کرتے ہیں اور یوں یہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسا لفظ/ نام منسوب کرتے ہیں جو لفظ ''خدا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے کبھی ادا نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی پکارا اور کبھی بھی اپنی بعثت سے پہلے اور نبوت کے بعد حق تعالیٰ کو خدا، گوڈ یا مشرکین و کافرین کے لاتعداد معبودوں کے ناموں میں سے کسی بھی نام سے نہیں پکارا۔ اسلئے یہ حضرات احادیث مبارکہ میں ''اللہ'' کا ترجمہ خدا، گوڈ وغیرہ کرتے وقت، درج ذیل احادیث صحیحہ بھی ذہن میں نہیں رکھتے جن کی رُو سے انہیں ترجمہ میں انتہائی احتیاط اختیار کرنی چاہیئے۔ اَب تو فتاویٰ بھی موجود ہیں کہ اللہ کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور یہ کہ اپنی تحریرات، تقریرات اور گفتار میں اللہ کہنا ہی افضل ہے۔

یہ حضرات اس حد تک آگے نکل جاتے ہیں کہ جہاں کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''واللہ'' فرمایا ہے۔ تقلید میں اس کا ترجمہ بھی ''خدا کی قسم'' کرتے ہیں [1] اور ایک لمحہ کے لئے یہ بھی نہیں سوچتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا منسوب کر رہے ہیں۔ یہ خاکسار یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ ''واللہ'' کا ترجمہ ''اللہ کی قسم'' کرنے میں کیا چیز مانع ہے، کیا تکلیف ہے؟ کیا تکلف ہے؟ یا محض لفظ خدا کے استعمال کرنے کی ضد ہے۔ دیگر یہ کہ ان کے اس عمل سے ایک عام مسلمان یہ تاثر لیتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی ''اللہ'' کے لئے لفظ ''خدا'' کہا تھا، جو سراسر غلط ہے۔

ماضی میں جن بزرگوں نے یہ لفظ استعمال کیا ہے ان کو غلط العام کے تحت لا کر معذور سمجھنا چاہئے اور ان کی نیت پر شبہ کرنا قطعاً مناسب نہیں۔

---

[1] دیکھیے تفہیم المسلم، مولانا محمد زکریا اقبال، دارالاشاعت، کراچی، 2005ء، جلد اول صفحہ 231 (حدیث 27)، صفحہ 239 (حدیث 51)۔ دیگر تراجم میں بھی یہی حال ہے۔ مزید دیکھیے ماہنامہ بینات کراچی، نومبر 2010ء، صفحات 37، 48 اور 51۔

احادیث مصطفیٰ ﷺ کا ترجمہ ①

① عن ربعي بن حراش انه سمع عليا رضى الله عنهم يخطب قال قال رسول الله ﷺ لاتكذبوا على فانه من يكذب على يلج النار۔

ترجمہ: حضرت ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حراش سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر جھوٹ مت باندھو اس لئے کہ جس نے میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

② عن انس بن ملک انه قال انه ليمنعني ان احدثكم حديثا كثيرا أن رسول الله ﷺ قال من تعمد على كذبا فليتبوا مقعده من النار.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک مجھے صرف اس بات نے کثرت روایت احادیث سے روک رکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''جس نے عمداً مجھ سے جھوٹی بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

③ عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار .

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے عمداً مجھ پر جھوٹ باندھا (جھوٹی بات میری طرف منسوب کی) اسے چاہئے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے۔''

④ قال حدثنا على بن ربيعة الوالبي قال أتيت المسجد والمغيرة امير الكوفة قال فقال المغيرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

---

① ترجمہ تفہیم المسلم، مولانا محمد زکریا اقبال۔ دارالاشاعت، کراچی، 2005، جلد اول، صفحہ 151 سے لیا گیا ہے۔

يقول إن كذبا علي ليس ككذب علي احد فمن كذب علي متعمدا فليتبوا مقعده من النار.

ترجمہ: حضرت علیؓ بن ابی ربیعہ الوالبی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجد میں آیا اس زمانہ میں حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے (اور اس وقت مسجد میں خطبہ دے رہے تھے) مغیرہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''مجھ سے جھوٹ منسوب کرنا کسی عام آدمی سے جھوٹ منسوب کرنے کی طرح نہیں ہے۔ (کہ جس کے بارے میں چاہا غلط اور جھوٹ اس کی طرف منسوب کر دیا اور اس سے اس کے ایمان پر کوئی اثر نہ پڑا بلکہ) جس نے میری طرف عمداً جھوٹ منسوب کیا، اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (کیونکہ اس کے دخول جہنم میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے)۔

5 عن علي بن ربيعة الأسدي عن المغيرة بن شعبة عن النبي ﷺ بمثله ولم يذكر أن كذبا علي ليس ككذب علي أحد۔

ترجمہ: حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے یہی روایت دوسری سند کے ساتھ مروی ہے اس میں یہ ذکر نہیں کہ: ''مجھ سے جھوٹ منسوب کرنا کسی عام آدمی کی طرح نہیں ہے''۔

حامیان لفظ خدا سے ایک مؤدبانہ درخواست

ان احادیث کو پیش کرنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ آپ حضرات اپنے اس عمل پر خود بھی غور فرمائیں اور قرآن کریم اور احادیث میں لفظ ''اللہ'' کا ترجمہ خدا/God کرنے سے اجتناب برتیں کہ یہ ہی احتیاط کا تقاضا ہے اور عام مسلمان کو بھی اس خلفشار/مغالطہ سے محفوظ رکھیں کہ قرآن کریم اور احادیث میں لفظ خدا/God آیا ہے۔

وما علينا الا البلاغ

باب: 9

غرور زہد۔ایک نیا فتویٰ

اس کتاب کے مکمل ہو کر ٹائپنگ میں چلے جانے کے بعد اس خاکسار کو، ایک محترم دوست کی معرفت ایک مشہور دار العلوم سے جاری شدہ ایک فتویٰ ملا۔ استفتاء اور فتویٰ کا مکمل عکس پیش خدمت ہے: (1)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

استفتاء

[illegible] اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خدا ، مؤلف جناب [illegible] رشید اللہ یعقوب صاحب [illegible] مطالعہ ، [illegible] کتاب کے [illegible] ضروری ہے ؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب [illegible] مرحمت فرمائیں

المستفتی

احقر محمد عبید اللہ ساجد

[illegible] والبنات

[illegible]

۱۵/۲/۱۴۳۱ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ "اللہ" کا استعمال بلاشبہ افضل ہے اور تحریر کرنا بہتر ہے البتہ لفظ خدا اور لفظ "god" کا استعمال بھی جائز ہے لہذا یہ کہنا کہ "اللہ تعالیٰ کیلئے صرف لفظ اللہ ہی استعمال کرنا ضروری ہے اور لفظ خدا یا "god" کا استعمال جائز نہیں" درست نہیں ہے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ حسین احمد عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

۲۶-۲-۱۴۳۱ھ

---

(1) استفتاء اور فتوے کی اصل اس خاکسار کے پاس محفوظ ہیں۔

کتاب اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خدا کے پہلے حصے میں اکثر وہ فتاویٰ جمع کیے گئے تھے جو حامیان لفظ ''خدا'' کی طرف سے گزشتہ تقریباً نصف صدی میں جاری ہوئے ہیں، اس فتویٰ کو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان فتاویٰ کے ساتھ آئندہ ایڈیشن میں شامل کیا جائے گا، مگر یہاں اس پر کچھ لکھنا اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر اول تو یہ تازہ ترین فتویٰ ہے، دوم اس میں مفتی صاحب موصوف کی سادگی کی جو شکل ظاہر ہوتی ہے اور اس کی زَد کہاں کہاں تک پہنچتی ہے، اس پر کچھ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اول: سائل نے اپنے سوال کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں مانگا ہے جس کا فتوے میں قطعی کوئی ذکر نہیں ہے، اس سے پہلے 1407ھ میں (تقریباً 24 سال پہلے) بھی ایک فتویٰ اسی دار العلوم سے اسی مسئلے پر قرآن وسنت کی روشنی میں مانگا گیا تھا، اس وقت بھی پورے 4 صفحے کے جواب میں اگر کوئی چیز سرے سے مفقود تھی تو وہ قرآن وسنت کا حوالہ ہی تھا۔ اس استفتاء کے جواب میں سائل کو بہت سخت لہجے میں درشت جواب دیا گیا تھا۔ خاکسار نے اس فتوے کو اپنی کتاب میں مکمل شائع کیا اور یہ بھی لکھا تھا کہ:

''قارئین کرام! سائل نے جواب قرآن وحدیث وآثار صحابہؓ اور اجتہاد ائمہ اربعہ کی روشنی میں مانگا تھا، جن میں سے کسی کا بھی ذکر اس فتوے میں نہیں ہے''۔ [1]

آج ایک چوتھائی صدی گزر جانے کے بعد اسی دار العلوم سے جو تازہ فتویٰ جاری ہوا ہے، اس میں بھی قرآن وحدیث وآثار صحابہؓ اور اجتہاد ائمہ اربعہؒ کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: ایسا کیوں ہے؟

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خدا، حصہ اول صفحہ: 49 تا 55۔

اس کا نہایت آسان اور سیدھا سادہ سا جواب یہ ہے کہ ان حامیان لفظ "خدا" کے پاس لفظ خدا کے استعمال کو جائز کرنے کے لیے چاروں "ادلہ شرعیہ" میں سے کوئی قابل قبول دلیل تو کیا ایک موضوع ترین حدیث بھی سرے سے موجود نہیں ہے، سوائے ان تحریروں کے جو یہ حضرات مسلسل لکھتے آئے ہیں کہ:

① یہ فارسی زبان کا لفظ ہے (جو بالکل درست نہیں ہے۔) ❶

② اس پر اجماع ہو چکا ہے (یہ بھی درست نہیں ہے، کوئی اجماع نہیں ہوا، بلکہ ایک عادت جڑ پکڑ گئی جس کو اجماع کا نام دے کر سند جواز فراہم کرنے کی کوشش کی گئی۔) ❷

ان تمام حقائق کے باوجود اب جو فتویٰ دیا گیا ہے اس کا دو حصوں میں تجزیہ کر لیجیے:

① "لفظ اللہ کا استعمال بلاشبہ افضل ہے اسے اختیار کرنا بہتر ہے البتہ لفظ خدا اور لفظ god کا استعمال بھی جائز ہے۔"

② "لہٰذا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صرف لفظ اللہ ہی استعمال کرنا ضروری ہے اور لفظ خدا یا god کا استعمال جائز نہیں، درست نہیں ہے۔"

بقول مفتی صاحب اگر اللہ کہنا بلاشبہ افضل ہے تو کیا مفتی صاحب یہ فتویٰ نہیں دے رہے کہ جن حضرات نے گزشتہ ایک ہزار سال کے دوران جو اسم ذات اللہ تعالیٰ کا ترجمہ خدا کیا، انہوں نے افضل کام نہیں کیا، یا جنہوں نے اپنی تقریر و تحریر اور اقوال و گفتار میں اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کے لفظ کا بھرپور استعمال کیا انہوں نے افضل اور بہتر نام کا استعمال نہیں کیا؟؟

---

❶ دیکھیے اس کتاب کا تمہ اول خدا، صفحہ: 119۔

❷ تفصیل کے لیے دیکھیے: اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خدا، باب 9 تا 15 صفحہ 112 تا 183۔

اور آج بھی جو صاحبان اپنی تحریر و تقریر اور اقوال و گفتار میں اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ خدا استعمال کر رہے ہیں وہ افضل اور بہتر کام نہیں کر رہے؟

اس فتویٰ کی زد خود اس دار العلوم کے مہتمم صاحب پر بھی پڑتی ہے، جب انہوں نے دار الافتاء کا افتتاح ''بنام خدا تعالیٰ'' کر کے اللہ تعالیٰ کے افضل و بہتر نام کا استعمال نہیں کیا۔ ❶

ایک لمحہ کے لیے یہاں رکیے اور سوچیے کہ جس دار الافتاء کا افتتاح ''بنام خدا تعالیٰ'' ہوگا وہاں سے فتوے ''خدا'' کے حق میں جاری ہوں گے یا سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ کہنے کے حق میں جاری ہوں گے؟

حیرت ہے ایک نامی گرامی ادارے سے جاری ہونے والے فتوے میں مفتی صاحب نے لفظ خدا اور god کے استعمال کی کوئی سند نہیں دی، اگر جواز عدم جواز کا دارومدار اسی قسم کے فتوؤں پر رکھا جائے تو...... ملاحظہ فرمائیے:

جن مفتی صاحب کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ لفظ ''god'' جب Capital G کے ساتھ استعمال ہو تو تثلیث کی علامت ہے، اور جب "g" small کے ساتھ استعمال ہو تو دیوتاؤں اور ہر شعبۂ زندگی کے ماہر اور ہیروز/ انسانوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ❷

اس فتوے میں ہر دو جگہ لفظ god کو چھوٹے g سے لکھا گیا ہے۔ اس کے باوجود حکم یہ ہے کہ: لفظ خدا اور god کا استعمال جائز ہے، تو ایسے فتوے کی علمیت، اہمیت، وقعت اور قدر و قیمت علمی حلقوں میں کیا ہو سکتی ہے؟ سوائے اس کے کہ مفتی صاحب موصوف یہ کہہ رہے ہیں کہ:

---

❶ ماہنامہ البلاغ، ستمبر 2010ء، صفحہ 13۔

❷ تفصیل کے لیے دیکھیے: The New Oxford Dictionary of English, 1998

''ہم مفتی ہیں اور یہ ہمارا فتویٰ ہے، اس لیے بلاچون وچرامان لو کہ لفظ خدا/god کہنا جائز ہے اور بس، اس سے آگے سوال نہ کرنا۔''

مفتی صاحب نے تین ماہ سے زیادہ کے غور وخوض کے بعد کس ذمہ داری سے یہ فتویٰ لکھا؟ کاش وہ صرف اپنے ہی ادارے سے شائع ہونے والے ماہنامہ (ستمبر2010) میں شائع شدہ تقریر ہی پڑھ لیتے جو ایک دارالافتاء کے افتتاح کے موقع پر کی گئی تھی ایک مفتی کو کس ذمہ داری اور کتنی حزم واحتیاط سے فتویٰ دینا چاہیے؟

اس فتوے کا دوسرا نکتہ یہ ہے: یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صرف لفظ اللہ ہی استعمال کرنا ضروری ہے اور لفظ خدا یا god کا استعمال جائز نہیں، درست نہیں ہے۔

فتوے کے اس حصے کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے، اس کو لکھنے سے پہلے میں اپنے لیے اور خود مفتی صاحب موصوف کے لیے اللہ تعالیٰ غفور ورحیم سے معافی کا خواستگار ہوں اور غرور زد سے **اللہ تعالیٰ عظیم وبرتر علی الکبیر خیر الحافظین** کی پناہ مانگتا ہوں۔

آیئے! پہلے یہ دیکھیں کہ قرآن کریم معبود برحق کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

1. ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورۃ الاخلاص 112/ 1)

کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے۔

2. ﴿وَ اِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (سورۃ البقرہ 2/ 163)

اور (لوگو!) تمہارا معبود اللہ واحد ہے اس بڑے مہربان (اور) رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

3. ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ﴾

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ (سورۃ الانعام 6/102)

یہی (اوصاف رکھنے والا) اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (وہی) ہر چیز کا پیدا کرنے والا (ہے) تو اس کی عبادت کرو وہ ہر چیز کا نگران ہے۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ (سورۃ الحج 22/62)

یہ اس لیے کہ اللہ برحق ہے اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہیں اور اس لیے کہ اللہ رفیع الشان اور بڑا ہے۔

﴿وَ هُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَ الْاٰخِرَةِ وَ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ(٧٠)﴾ (سورۃ القصص 28/70)

اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور اسی کا حکم اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ (سورۃ المؤمن 40/62)

یہی اللہ تمہارا رب ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بھٹک رہے ہو؟

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (سورۃ الحشر 59/22)

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یہ اور ان جیسی دیگر آیات ہی تھیں کہ جن کی تعمیل میں:

① رسول اللہ ﷺ ② خلفائے راشدینؓ

③ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ وتبع تابعینؒ اور ④ ائمہ اربعہؒ

نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کہا اور نہ خود اور نہ کسی نومسلم کو اللہ تعالیٰ کو کسی ایسے نام سے پکارنے کی اجازت دی جو کفار ومشرکین کے معبود، مثلاً: خدا/god/تھیوس/ڈیوس/بھگوان/برہما/بدھا وغیرہ وغیرہ تھے اور آج بھی ہیں۔

اب اس تناظر میں اس تازہ فتوے کے حصہ دوم پر دوبارہ نظر ڈال لیجیے:

''لہٰذا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صرف لفظ اللہ ہی استعمال کرنا ضروری ہے اور لفظ خدا یا god کا استعمال جائز نہیں، درست نہیں ہے۔''

اب ان مفتی صاحب سے کوئی پوچھے کہ کیا:

① رسول اللہ ﷺ کا تمام مذاہب ومعبودان باطلہ کے نام جانتے ہوئے خود ساری زندگی اللہ تعالیٰ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کہنا (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) درست نہیں تھا؟

② ہر مشرک اور کافر وبت پرست سے اس کے تمام معبودانِ باطلہ کی نفی کروا کر (لا الٰـــہ) دین حق اسلام کے واحد ولاشریک معبود اللہ تعالیٰ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کہنے کا حکم دینا درست نہیں تھا؟

﴿لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾

③ صحابہ کرامؓ کا یہ بخوبی جانتے ہوئے کہ خدا/god وغیرہ مشرکین وکافرین کے معبودوں کے نام تھے، ساری زندگی اللہ تعالیٰ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کہنا (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) درست نہیں تھا؟ حضرت سلمان فارسیؓ جو پیدائشی مجوسی تھے اور خدا سے واقف تھے، پھر عیسائی ہوئے تو Theos سے

بھی واقف ہو گئے، مگر انہوں نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس لیے کہا کہ یہی سنت رسول ﷺ تھی، مگر ان مفتی صاحب کے بقول (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) انہوں نے بھی درست نہیں کیا!

4 تابعینؒ و تبع تابعینؒ بھی زندگی بھر اللہ تعالیٰ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کہتے رہے۔ کیا وہ بھی درست نہیں تھا؟

جبکہ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ و تبع تابعینؒ ایک تہائی دنیا میں پھیل چکے تھے اور سینکڑوں مذاہب و عقائد اور زبانوں سے اور ان میں معبودانِ باطلہ کے لیے بولے جانے والے تمام ناموں سے واقف و آگاہ تھے، کیونکہ ان کے شب و روز ان حضرات کے ساتھ بسر ہو رہے تھے، اس کے باوجود انہوں نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کہا۔ ان مفتی صاحب کے فتوے کے مطابق کیا یہ بھی درست نہیں تھا؟

کیا ائمہ اربعہ امام اعظمؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا ساری زندگی اللہ تعالیٰ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کہنا درست نہیں تھا؟ جبکہ ان میں سے امام اعظمؒ خود مجوسی نژاد تھے اور ان کے شاگردوں کا دائرہ مملکت عباسیہ سے وسیع تھا، اور وہ معبودانِ مشرکین و کافرین کے ناموں سے اچھی طرح واقف تھے۔ 1

امام شافعیؒ نے زیادہ وقت مصر میں گزارا، جو اسلام سے قبل عیسائیت اور یہودیت کا گڑھ/مرکز تھا، اس کی زبان اور تہذیب تقریباً 4 ہزار سال پرانی تھی، ان کے اپنے معبود تھے، مگر ان میں سے کسی کو اجازت نہیں ملی کہ ان ناموں کا اطلاق اللہ وحدہ لا شریک لہ کے لیے کیا جا سکتا تھا۔

مشہور محدثین عظام امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام ابوداودؒ، امام نسائیؒ، امام ابن ماجہؒ، امام ابن خزیمہؒ، امام دارمیؒ وغیرہم جو خراسان و ترکستان سے تعلق رکھتے

1 تفصیل کے لیے دیکھیے: اللہ وحدہ لا شریک لہ اور خدا، باب 9 تا 15 صفحہ 112 تا 119۔

اللہ کے واسطے سوچیے! یہ مفتی صاحب جن کو نہ تو لفظ خدا کی 3 ہزار سال سے زائد پرانی تاریخ کا علم ہے اور نہ ہی GOD اور god کا فرق، اپنے غرور زہد میں، بغیر کسی قرآن وسنت کے حوالے کے جائز ہونے اور درست نہ ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ ان کا امام نوویؒ اور قاضی عیاضؒ کے مقابلے میں کیا مقام ہے؟......... ان مسلمہ شخصیات کے مقابل اس فتوے کی کیا حیثیت و وقعت رہ جاتی ہے؟

یااللہ عزوجل! یہ ہمارے اہم ترین ادارے دینی مدارس میں کون لوگ در آئے ہیں کہ ایک عالم/ مدیر/ مہتمم اپنے خط کو قرآن اور سنت مؤکدہ کو تیاگ کر ''بفضل خدا'' سے تحریر شروع کرتا ہے ❁ اور دوسرا مفتی اللہ تعالیٰ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کہنے کی سنت مؤکدہ کو بڑی بے باکی سے درست نہیں سمجھتا اور ایک تیسرا عالم اللہ تعالیٰ کو صرف اللہ تعالیٰ کہنے کی عرضداشت کو فتنہ اور انتشار سے تشبیہ دیتا ہے، صرف اور صرف اس لیے کہ ان کے باپ دادا اور بڑے اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ''خدا'' استعمال کرتے آئے ہیں۔

ذرا سوچیے! ایک غلط بات کا دفاع کرتے ہوئے یہ حضرات کہاں تک آگے نکل گئے؟ ان کے آباؤ اجداد تو پھر بھی صرف مجوسیوں کے معبودوں کے نام (خدا، یزد، ایزد) پر ہی قناعت کر گئے تھے، مگر خاکم بدہن انہوں نے تو دنیا کے تمام مشرکین وکافرین کے معبودوں کے نام واحد دینِ حق اسلام کی وحدت کی علامت اللہ وحدہ لاشریک کے لیے جائز قرار دے دیئے اور یہ فتویٰ دے دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے

❁ ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ۔ مئی 2010 صفحہ 48

اللہ کے واسطے سوچیے! یہ مفتی صاحب جن کو نہ تو لفظ خدا کی 3 ہزار سال سے زائد پرانی تاریخ کا علم ہے اور نہ ہی GOD اور god کا فرق، اپنے غرور زعم میں، بغیر کسی قرآن وسنت کے حوالے کے جائز ہونے اور درست نہ ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ ان کا امام نوویؒ اور قاضی عیاضؒ کے مقابلے میں کیا مقام ہے؟........ ان مسلمہ شخصیات کے مقابل اس فتوے کی کیا حیثیت و وقعت رہ جاتی ہے؟

یااللہ عزوجل! یہ ہمارے اہم ترین ادارے دینی مدارس میں کون لوگ درآئے ہیں کہ ایک عالم/ مدیر/مہتمم اپنے خط کو قرآن اور سنت مؤکدہ کو تیاگ کر ''بفضل خدا'' سے فخریہ شروع کرتا ہے ۞ اور دوسرا مفتی اللہ تعالیٰ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کہنے کی سنت مؤکدہ کو بڑی بے باکی سے درست نہیں سمجھتا اور ایک تیسرا عالم اللہ تعالیٰ کو صرف اللہ تعالیٰ کہنے کی عرضداشت کو فتنہ اور انتشار سے تشبیہہ دیتا ہے، صرف اور صرف اس لیے کہ ان کے باپ دادا اور بڑے اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ''خدا'' استعمال کرتے آئے ہیں۔

ذرا سوچیے !! ایک غلط بات کا دفاع کرتے ہوئے یہ حضرات کہاں تک آگے نکل گئے؟ ان کے آباؤ اجداد تو پھر بھی صرف مجوسیوں کے معبودوں کے نام (خدا، یزد، ایزد) پر ہی قناعت کر گئے تھے، مگر خاکم بدہن انہوں نے تو دنیا کے تمام مشرکین وکافرین کے معبودوں کے نام واحد دینِ حق اسلام کی وحدت کی علامت اللہ وحدہ لاشریک کے لیے جائز قرار دے دیئے اور یہ فتویٰ دے دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے

۞ ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ۔ مئی 2010 صفحہ 48

لیے لفظ اللہ ضروری سمجھتے ہیں وہ اپنے اس موقف میں درست نہیں۔اور اس بے سند فتوے کی زد نے احکام قرآن اور رسول ﷺ سے لے کر 1400 سال سے زائد کے جمہور علماء تک کو لپیٹ میں لے لیا ہے، جو اسماء اللہ کو توقیفی سمجھتے ہیں،

غرور زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگان اللہ ❶ پر زباں دراز کرے (علامہ اقبال)

اے پیروان و حامیان لفظ خدا

اس فتوے کو غور سے پڑھیے! سائل نے جواب قرآن وسنت کی روشنی میں مانگا تھا۔اس سے پہلے اسی دارالعلوم سے 1407ھ میں بھی اسی موضوع پر ایک فتویٰ قرآن وحدیث، آثار صحابہؓ اور اجتہاد ائمہ اربعہؒ کی روشنی میں مانگا گیا تھا، نہ اس وقت (1407ھ) اور نہ اب (1431ھ) فتوے میں ان چاروں مآخذ شرعیہ میں سے کسی ایک کا حوالہ بھی نہیں دیا گیا۔یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ ان چاروں شرعی مآخذ میں حامیان لفظ خدا کی حمایت وتائید میں کچھ بھی نہیں، ہزاروں احادیث میں سے ایک موضوع ترین حدیث بھی نہیں ۔کیا ایک مفتی بغیر قرآن وسنت کی شرعی دلیل کے، کسی بھی کام کو "جائز" اور "درست نہیں"، قرار دے سکتا ہے اور کیا ایسے فتوے پر عمل کرنا چاہیے؟

ان کی یہ پرانی دلیل کہ:

❶ خدا فارسی زبان کا لفظ ہے، درست نہیں، یہ پہلوی/اوستا زبان کا لفظ ہے اور زرتشتوں کے دو معبودوں کا نام تھا اور ہے۔ ❷

❷ ہزار سال سے اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہو رہا ہے اور اس پر اجماع ہے۔

---

❶ لفظ خدا کو اللہ سے بدل دیا گیا ہے۔

❷ دیکھیے تحفہ اول خدا صفحہ 119۔

یہ بھی درست نہیں ہے۔ [1]

دیگر یہ کہ کسی چیز، مذہب، عقیدے، نام کا ہزارہا سال سے رائج ہونا اس کے حق اور جائز ہونے کی دلیل نہیں بنتی، مثلاً: ہندو مذہب کی تاریخ تقریباً 4 ہزار سال پرانی ہے مگر وہ دینِ حق نہیں ہے۔ شراب قبل از دورِ تاریخ سے پی جارہی ہے۔ اسی طرح بت پرستی بہت ہی قدیم عقیدہ ہے اور یہ سب باطل ہیں۔

اب آپ سے یہ التماس ہے کہ بے سند و دلیل فتوے پر اپنی رائے قائم کرنے سے پہلے ازراہ کرم قرآن کریم کی سورۃ التوبہ کی آیت 31 کی امام جلال الدین سیوطی کی الدر المنثور فی التفسیر المأثور کی تفسیر ملاحظہ فرمایئے اور سوچیے کہ اس آیت کا اطلاق آج کن لوگوں پر ہوگا؟

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (سورہ توبہ 31/9)

ترجمہ: انہوں نے بنالیا اپنے پادریوں اور اپنے راہبوں کو اپنا رب اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح فرزند مریم کو بھی، حالانکہ نہیں حکم دیا گیا انہیں بجز اس کے کہ وہ عبادت کریں (صرف) ایک معبود کی۔ نہیں کوئی معبود بغیر اس کے، وہ پاک ہے اس سے جسے وہ اس کا شریک بناتے ہیں۔

"امام ابن سعدؒ، عبد بن حمید، ترمذیؒ، آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ، ابوالشیخؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ رحمھم اللہ نے سنن میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب "اللہ وحدہ لاشریک اور خدا" باب 9۔

میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ سورۂ برأت کی یہی مذکورہ آیت پڑھ رہے تھے تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جانو کہ وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے یہ کیا کہ جب انہوں نے ان کے لیے کچھ اشیاء کو حلال قرار دیا تو انہوں نے انہیں حلال سمجھ لیا اور جب انہوں نے ان پر کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا تو انہوں نے انہیں حرام کر لیا۔ ❶

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوالبختری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے یہ کہا: اس ارشاد باری کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے:

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابامن دون اللہ.

کہ کیا وہ ان کی عبادت کرتے تھے؟ تو آپ نے جواباً کہا: نہیں، بلکہ انہوں نے یہ کیا کہ جب انہوں نے ان کے لیے کچھ چیزوں کو حلال قرار دیا تو انہوں نے انہیں حلال کر لیا اور انہوں نے جب ان پر کچھ چیزوں کو حرام کر دیا تو انہوں نے انہیں حرام جان لیا۔ ❷

امام ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: خبردار! یہ جان لو بلاشبہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت میں ان کی اطاعت و پیروی کی۔ ❸

---

❶ ترمذی دارالکتب العلمیہ بیروت، کتاب تفسیر القرآن حدیث 3095۔

❷ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2 صفحہ 144، بیروت۔

❸ شعب الایمان جلد 7، صفحہ 45، 9394۔

امام ابوالشیخؒ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اتخذوا یعنی یہودیوں نے اپنے علماء کو بنالیا و رھبانھم اور عیسائیوں نے اپنے راہبوں کو رب، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر، اور مسیح فرزند مریم کو بھی، وما امروا حالانکہ اس کتاب میں انہیں یہ حکم نہیں دیا گیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی اور ان سے عہد لیا:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح اور پاکی بیان فرمائی اس سے کہ اس پر بہتان لگایا جائے۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ احبارھم سے مراد ان کے قراء اور رھبانھم سے مراد ان کے علماء ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ احبار یہودیوں میں سے تھے اور رھبان عیسائیوں میں سے، امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے بھی اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا کہ الاحبار سے علماء مراد ہیں اور الرھبان سے عبادت گزار لوگ ہیں۔" [1]

اے پیروانِ رحمانیانِ قولِ خدا

اس آیت کی اتنے جید علما کی تفسیر وتشریح آپ نے ملاحظہ فرمائی، اب غور فرمایئے:

---

[1] جلد سوم (اردو) صفحہ-705-706، ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، 2006ء۔

کہ آپ اس قسم کے فتوے پر، جس میں مفتی صاحب بغیر کسی قرآنی، حدیثی دلیل یا آثارِ صحابہؓ اور اجتہادِ ائمہ اربعہؒ کے حوالے کے صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے لفظ ''خدا'' کے استعمال کو اس لیے جائز کہیں کہ ان کے بڑوں نے ایسا کیا اور آپ اس لیے جائز کہیں کہ یہ ایک مفتی صاحب کہہ رہے ہیں تو آپ کا عمل یہودیوں اور عیسائیوں کے موافق ہوگا، جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا یا پھر آپ سنت مؤکدہ رسول مقبول ﷺ پر، جس کی سند قرآن کریم کی بہت ساری آیات سے ملتی ہے، عمل کرتے ہوئے اپنے وحدہ لاشریک لہ معبود کو صرف اور صرف......

اللہ تعالیٰ

کہیں گے۔ یہی نام صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ اربعہؒ اور خیر القرون کے تمام مسلمانوں نے لیا۔

ان مفتی صاحب سے یہ ضرور پوچھیے کیا یہ حقیقت نہیں کہ:

(۱) بعثت نبوی ﷺ کے وقت مجوسی اپنے معبودوں کو خدا کہتے تھے

(۲) عیسائی تثلیث کی علامت Theos کہتے تھے، اس دور کے یورپی بت پرست اپنے معبودوں کو ''god'' کہتے تھے اور ہر مشرک وکافر عقیدے کے اپنے اپنے معبود تھے۔

مگر قرآن ورسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کسی بھی نام کو اللہ تعالیٰ کے لیے جائز قرار نہیں دیا تو آج کیا ایک مفتی صاحب کے کہنے سے یہ جائز ہو جائیں گے؟ کیا یہ باطل معبودوں کے نام حق تعالیٰ کے لیے صرف اس لیے جائز ہو جائیں گے کہ غرور زہد میں ڈوبے ہوئے ایک مفتی صاحب بغیر کسی قرآنی وحدیثی دلیل کے اس کو جائز کہہ رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کے فتوے سے جائز، ناجائز کا فیصلہ ہو جائے گا۔

اس لیے [illegible]

ہم وہی عمل کریں جو قرآن کریم، رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مسلسل اور مستقل ثابت ہے، اس لیے ہمارے لیے واجب العمل ہے۔

ان مفتی صاحب سے یہ بھی پوچھا جائے کہ جب ایک مسلمان کلمہ طیبہ (پاک) پڑھتا ہے تو وہ کون سے معبود ہیں جن کی نفی کر کے وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور محمد ﷺ کو رسول اللہ مانتا ہے؟ کیا ان ناموں میں ''خدا'' شامل نہیں؟

اگر ایک مسلمان نے ان تمام معبودوں سے قطع تعلق کر لیا اور اللہ کو اپنا معبود برحق مان کر پاک ہو گیا تو پھر انہی معبودوں کے نام، جن کی وہ نفی کر چکا ہے، اس معبود برحق کے اسم ذات اللہ تعالیٰ کے ساتھ بلکہ اس کے مقابل و متوازی کیسے جائز مانے گا؟

﴿أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُرَكَآءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ﴾ (سورۂ یونس 66/10)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کر رہے ہیں، کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں، محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے ہیں۔ اور محض قیاسی باتیں کر رہے ہیں۔

﴿فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ ٱلْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (سورۃ النحل 74/16)

ترجمہ: تو (لوگو) اللہ کے بارے میں (غلط) مثالیں نہ بناؤ (صحیح مثالوں کا

طریقہ) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی دینک وطاعۃ رسولک.

اے پیروان وحامیان لفظ خدا!

باوجود قرآن پاک میں اللہ اللہ 2699 مرتبہ ہونے کے، رسول اللہ ﷺ کی مسلسل و مستقل سنت مؤکدہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنے کے ہم خدا خدا اس لیے پکارتے تھے کہ یہ ہمارے باپ دادا کہتے چلے آئے تھے اور اس لیے اس عادت کو ترک نہیں کرنا چاہتے تھے۔

غور فرمایئے!

قبر اور آخرت میں آپ خود اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں۔

﴿وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى﴾ (سورہ فاطر 18/35)

”اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ ہٹانے کو کسی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قرابت داری ہو۔“

باب:10

ایک فتوے کی التجا! مفتی صاحبان کی خدمت میں۔

ایک اہم درخواست

آپ ہم سے اتفاق کریں یا نہ کریں، منسلکہ استفتاء کو مع اپنے خیالات، جن کے لیے جگہ چھوڑی گئی ہے، اپنے قریبی مدرسہ/مسجد کے امام/مفتی صاحب کے پاس بھجوا دیجیے:

1. یا تو وہ صاحبان اس خاکسار سے اتفاق کرتے ہوئے یہ فتویٰ دیں گے کہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنا سنت مؤکدہ ہے یا
2. یہ فتویٰ دیں گے کہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنا سنت مؤکدہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ اس کی وہ قرآن وحدیث، آثار خلفائے راشدینؓ وصحابہ کرامؓ، تابعین وتبع تابعین وائمہ اربعہؒ خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہؒ ضرور بہ ضرور حوالہ دیں گے، کیوں کہ ان شرعی دلائل کے بغیر فتویٰ محض ایک ذاتی رائے ہے، جس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

ہر دو صورت میں ازراہ کرم اس کی ایک کاپی خاکسار کو بھجوا دیجیے تاکہ اس کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں، آپ کے نام و پتہ کے حوالے کے ساتھ، اس کو شامل کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں تمام اخراجات میرے ذمہ ہوں گے۔

آپ کے تعاون کا بہت بہت شکریہ!

احقر العباد

رشید اللہ یعقوب

رشید اللہ یعقوب

مکان نمبر 8، زمزمہ اسٹریٹ نمبر 3، زمزمہ، کلفٹن، کراچی۔ 75600

استفتاء

کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلے کے بیچ کہ:

1. یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں 2699 مرتبہ اپنا اسم ذات اللہ بتکرار نازل فرمایا ہے۔
2. یہ بھی حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہا اور کبھی بھی خدا نہیں کہا۔
3. خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اطاعت قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ کو ساری زندگی اللہ تعالیٰ ہی کہا۔
4. خلافت راشدہؓ کے دور میں اسلام اس وقت کی تقریباً ایک تہائی دنیا میں پھیل چکا تھا اور سینکڑوں مذاہب، عقائد اور زبانیں ختم ہوگئیں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ اسلام میں داخل ہوگئے، مگر ان حضرات نے کسی بھی نومسلم کو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے پرانے معبودوں کے نام سے، جو شرک اور کفر کی علامت تھے، پکارنے کی اجازت نہیں دی۔ انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ساری زندگی اللہ تعالیٰ ہی کہا۔
5. ''اہل سنت والجماعت ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کے اعتقادات اور اعمال ومسائل کا محور حضور اکرم ﷺ کی سنت صحیحہ ہو اور صحابہ کرامؓ کے آثار مبارکہ ہوں اور وہ اپنے عقائد اور اصول حیات اور اخلاق وعبادات میں اسی راہ پر چلتے ہوں جس پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام عمر چلتے رہے۔''
6. ''سنت مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو۔''

کیا قرآنی احکامات، رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ

عنہم اجمعین کے مسلسل اور مستقل عمل کی روشنی میں :

(الف) اللہ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا سنت مؤکدہ اور واجب العمل نہیں ہے؟

(ب) اسم ذات اللہ تعالیٰ کو افضل کہنے/ ماننے کے باوجود نہ پکارنا اور خدا/ گوڈ کہنے پر اصرار کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

(ج) وہ کون سے معبود تھے جنہیں قرآن کریم باطل قرار دیتا ہے، وہ کون سے مذاہب وعقائد تھے اور ان کے معبودوں کے نام کیا تھے۔ کیا ان میں خدا/God وغیرہ شامل نہ تھے؟

ازراہ کرم اس حوالے سے قرآن کریم، حدیث وسنت، آثار صحابہؓ، ائمہ اربعہ اور عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کی روشنی میں میری اور دیگر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائیں۔

....

....

....

....

....

....

....

....

....

دستخط، نام و پتہ: ....

حصہ اول

خدا (مختصر تاریخ)

زرتشتی معبود Ahura Mazda کے بقول پارسی صاحبان 101 نام ہیں جن کی لسٹ اب دستیاب ہے* اور پارسی صاحبان اپنی Boji Prayer میں Yazashne Ritual (دعا) کے دوران ان ناموں کو پڑھتے ہیں، یہ نام خرد اوستا (Khorda Avesta) کے رومن اسکرپٹ (Roman Script) سے ترتیب دیئے گئے ہیں اور ہمارے پاس ان کی فہرست ہے اس میں ان اسماء کے انگریزی تراجم بھی ہیں جو خردا اوستا کے انگریزی ترجمہ از تھموراس رستم جی سیٹھنا Tehmuras Rustomjee Sethna سے پورس ھومی ھوے والا صاحب (Porus Homi Havewala) نے مہیا کئے ہیں۔ اب یہ نام Internet پر بھی Vispi Homi Buisara کی ویب سائٹ پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس فہرست میں اھورامزدا کے پہلے چار نام ہیں۔

نام اوستا (فارسی)	رومن اسکرپٹ میں	انگریزی میں	معنی اردو ترجمہ (یہ ترجمہ ہم نے کیا ہے)
یزد	YAZD	Worshipful or Admirable	قابل عبادت یا قابل تعریف۔
ہروسپ توان	Harvesp Tavan	All Powerful	سب سے طاقتور
ہروسپ آگاہ	Harvesp Agah	All Knowing	ہر چیز کا جاننے والا
ہروسپ خدا	Harvesp Khuda	Master of All	سب کا مالک

اس فہرست میں نمبر 86 پر اھورامزدا کا ایک اور نام "خداوند" بھی بتایا گیا ہے۔

* Published by Union Press, 13 Homji Street, Fort Bombay, India.

خداوند	Khudavand	Master of Creation	بہترین پیدا کرنے والا آفریدگار

مندرجہ بالا سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ زرتشتی مذہب کے نیکی کے معبود اھورامزدا کا نام خدا اور خداوند ہے اور وہ عرف عام میں اسی نام سے مشہور بھی ہے جیسا کہ ہمیں فرہنگ فارسی سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ فرہنگ فارسی ان دونوں ناموں کے متعلق کیا کہتی ہے۔ ❶

خدا	پہلوی (زبان کا لفظ) ❷ اور ❸
معین صفحہ 475	آفریدگار جہاں، اللّٰہ۔
جلد 5 / اعلام آ۔ع	جمع خدایان (اردو معنی پیدا کرنے والا، خالق، خدا)
خداوند	پہلوی (زبان کا لفظ)
معین	خدا، آفریدگار جہاں، اللّٰہ
حسن عمید۔ صفحہ 1406	خاوند، صاحب، مالک، بادشاہ، خدا، اللّٰہ

❶ (الف) فرہنگ فارسی، ڈاکٹر محمد معین۔ استاد دانشگاہ تہران، (Professor Faculty of Literature, University of Tehran)، ناشر، موسس انتشارات امیر کبیر، تہران، 1375، باب ہشتم، 1371 شمسی 1996ء، یہ ایک نہایت عمدہ فرہنگ ہے اس کے شروع میں جو مقالہ لکھا گیا ہے وہ فارسی زبان پر معلومات کا خزانہ ہے۔ خاص طور پر اس کی اصل اور پھر مختلف ادوار جن سے یہ زبان گزری اور وہ الفاظ جو اس زبان میں مختلف زبانوں سے آئے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے جلد اول۔ یہ فرہنگ 5 جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ مکمل سیٹ مسجد نبوی علیہ السلام کی لائبریری میں رکھا ہوا ہے اور اسی سے ہم نے استفادہ کیا ہے۔

(ب) فرہنگ فارسی، حسن عمید ناشر موسس، انتشارات امیر کبیر۔ تہران۔

❷ لغت نامہ، علی اکبر میں لکھا ہے "بعضی این کلمہ را از اوستا مشتق دانستہ اند ...." (بعض نے اس کلمہ (خدا) کو اوستا زبان سے کہا ہے) جلد 20 صفحہ 302 طبع شدہ تہران 1339 ہجری شمسی۔

❸ خدا، خداوند و دیگر الفاظ اور ان کے معنی لکھنے کے بعد ہم مختصراً یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ پہلوی زبان کب بولی جاتی تھی اس کی اہمیت کیا تھی اور کون اور کس مذہبی عقیدے کے لوگ یہ زبان بولتے تھے۔

خدا	پہلوی (زبان کا لفظ)
حسن عمید صفحہ 546	الہٰ، اللّٰہ، خداوند، بارِخدا اور مزدا ایزد/جمع یزدان، دادر، داور

اب یہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس پہلوی لفظ خدا میں جن دیگر ناموں کا ذکر ہے وہ کون ہیں۔

اورمزدا۔	(پہلوی زبان کا لفظ)
❶ معین صفحہ 195، جلد 5 صفحہ 400 جلد اول ❷ حسن عمید	اھورا مزدا (زرتشتی مذہب میں نیکی کا خدا) اورمَن (مخفف اھورا مزدا) اھورمزد۔ خدائے یگانہ نام ستارہ مشتری و نام فرشتہ و نام روز اول از ہر ماہ خورشیدی
ایزد	(پہلوی) جمع یزدان
معین صفحہ 415، جلد 2	در دین زرتشتی بفرشتگان اطلاق شود چہت رتبہ دوں ''امشاسپنہ'' ھستند، تعداد یزدان بسیار است۔ (یزدان کی تعداد بہت ہے) در پہلوی و فارسی بجای مفرد و بمعنی خدا بکار میرود۔ (پہلوی اور فارسی میں بمعنی خدا)

حسن عمید۔	(پہلوی)
صفحہ 223 اور 1220	خدا خدا یکتا بمعنی فرشتہ۔ ملک جمع یزدان
داور	(پہلوی)
معین۔ صفحہ 1479 جلد 2 حسن عمید۔ صفحہ 580	دوست / برادر (پہلوی) داداور داور دادگر داور آسمان خدائے تعالی

اھورامزدا کے 101 ناموں میں داور (Davar: Creator of Justice) بھی ایک نام ہے اور وہ ان کے اسماء کی فہرست میں 95 نمبر پر ہے۔ اور ''داور'' Davar (Dispenser of Justice) اس فہرست میں 98 نمبر پر ہے۔

آپ نے غور کیا ہوگا کہ خدا اور خداوند کے معنی میں پہلے "آفریدگار جہاں" اور بعد میں "اللہ" لکھا گیا ہے ہمارے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا اور خداوند دونوں اھورا مزدا کے نام تھے اور یہ دونوں نام انہی کے لئے استعمال ہوتے تھے اس لئے کہ زرتشتی (مجوسی) مذہب کے اعتبار سے وہ ہی اس دنیا کے آفریدگار (خالق) تھے، اور چونکہ یہ لفظ پہلوی سے فارسی میں آیا ہے اور اسلام کے ایران میں آنے سے پہلے انہی کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس لئے اس کے پہلے وہ معنی دیئے گئے جو صدیوں سے رائج تھے اور چونکہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بعد میں مستعمل ہوئے اس لئے اس کے معنی میں بھی بعد میں شامل ہوا اور بعد میں تحریر ہوا (واللہ اعلم)۔

آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ خدا، خداوند، اھورا مزدا، ایزد، یزدان، وادر، داور اصلاً پہلوی زبان کے الفاظ تھے جو موجودہ فارسی میں آئے۔ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ پہلوی زبان میں یہ الفاظ کس زبان سے آئے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ہم فارسی زبان کی مختصر تاریخ بیان کر دیں۔

موجودہ فارسی مختلف ادوار سے گزری اس کی مختصر تاریخ حسب ذیل ہے۔

(1) قدیم فارسی Old Persian

(600 قبل مسیح سے 400 قبل مسیح)

اوستا زبان جس میں زرتشتی مذہب کی بنیادی کتب ہیں، کو بھی بعض ماہرین قدیم فارسی میں ہی شمار کرتے ہیں۔ قدیم فارسی، Achaemeni خاندان جس نے ایران پر دو سو سال سے زائد حکومت کی ان کی سرکاری زبان تھی۔ آثار قدیمہ کی بعض کتابوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اھورا مزدا کو مانتے تھے۔

❷ درمیانی فارسی Middle Persian

(400 قبل مسیح تا 700 بعد از مسیح)

اس کو پہلوی Pahlavi زبان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ساسانی خاندان کی حکومت میں ان کی سرکاری زبان تھی۔ ساسانیوں کا سرکاری مذہب زرتشتی مذہب تھا اور ان کا بیشتر مذہبی لٹریچر اسی زبان میں ہے۔ یہ زبان آرامی (Aramaic) اور پہلوی اسکرپٹ میں لکھی جاتی تھی اس زبان کو Parsik پارسیک بھی کہا جاتا تھا۔ اس وقت کی ساسانی حکومت کی حدود میں آج کا ایران، عراق، مصر، ترکی، آرمینیہ، ایشیائے کوچک، ازبکستان، آذربائیجان وغیرہ اور ادھر ہندوستان میں دریائے سندھ کے اس پار تک پھیلی ہوئی تھیں [1] اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس ہی خاندان کی حکومت کو مسلمانوں نے شکست دی۔ مسلمانوں نے جب ایران 642ء میں فتح کیا تو انہوں نے عربی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا اور یوں تقریباً 300 سال تک فارسی عوام میں تو بولی جاتی رہی مگر سرکاری درجہ سے الگ رہی۔

❸ جدید فارسی Modern Persian

(1000 عیسوی سے تا حال)

ماہرین کا خیال ہے کہ جدید فارسی، درمیانی فارسی (Middle Persian) ہی سے نکلی ہے اور آج تک اپنی اصل حالت میں موجود ہے گو کہ اس میں عربی، فرانسیسی اور انگریزی کے بہت سے الفاظ مدغم / شامل ہو گئے ہیں اور اب یہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ مگر اس کی تختی میں چار نئے حروف آ ، پ ، چ ، گ کا اضافہ کیا گیا ہے اس

---

[1] اطلس التاریخ العربی الاسلامی۔ دکتور شوکی ابو خلیل، دار الفکر۔ دمشق 2002، صفحہ 19

لئے کہ عربی تختی فارسی زبان کے کئی لفظوں کو لکھ نہیں سکتی تھی۔

فارسی زبان کے اس اجمالی خاکے سے آپ نے اندازہ تو لگالیا ہوگا کہ :

مسلمانوں کے ایران فتح کرنے سے پہلے ایران میں فارسی زبان بولی جاتی تھی اور اس کا اپنا رسم الخط تھا، ساسانی حکمران خاندان اور ایرانی عوام کا مذہب زرتشتی تھا۔ اس لئے جو بھی پہلوی الفاظ جدید فارسی میں آئے وہ اپنے ساتھ زرتشتی مذہب کی چھاپ لئے آئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا / خداوند زرتشتی مذہب کے معبود / معبودوں کا نام تھا۔ معبودوں کا نام ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ ان دونوں لفظوں کی جمع بھی لغت سے ملتی ہے اور ظاہر ہے کہ جمع کا صیغہ اسی صورت میں ترتیب پاتا جب کہ اس کا استعمال ہو اور جس کے لئے وہ بولا جاتا ہو وہ موجود ہوں۔

پچھلے ابواب میں ہم بتا چکے ہیں کہ Avesta، Gathas، Yasnas اور Yashts میں Ahuras، Mazdas اور Yazds کا ذکر ملتا ہے۔

اور اسی طرح God کی بھی جمع Gods ہے اور اس کی مؤنث Godess ہے اور یہ لفظ معبودوں کے علاوہ مختلف خصوصیات کے حامل انسانوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی جمع ہے اور نہ مؤنث اس لئے ان دونوں ناموں خدا اور God کو پڑھتے، بولتے اور سنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا جو نسب سورۃ اخلاص میں قرآن کریم بتاتا ہے وہ اپنے ذہن میں رکھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ①	آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔	نہ تو زرتشتوں کے دو خداؤں میں سے ایک ہے اور نہ ہی لا تعداد یزد، اھورا اور مزدا میں سے ایک ہے اور نہ ہی Trinity کا Father God ہے۔
اَللّٰهُ الصَّمَدُ ②	اللہ جو بے نیاز ہے۔	اس کو کسی Son God عیسیٰ کی ضرورت نہ تھی یہ کائنات بنانے اور چلانے کے لئے اور نہ ہی اس کو سات Ahura Spentas کی ضرورت تھی یہ دنیا، انسان اور کائنات بنانے کے لئے۔
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ③	نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے۔	نہ ہی Father God ہے اور نہ ہی زرتشتی عقیدے کے درمیانی دور کی طرح وہ Zurvan کی اولاد ہے۔
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④	اس کا کوئی ہمسر نہیں۔	نہ خدا، نہ خداوند، نہ اھورا مزدا، نہ یزدان، نہ Father God، نہ Son God اور نہ Holy Ghost۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪ (سورۃ الشوریٰ 42۔آیت 11)

"اور اس جیسا کوئی نہیں ہے وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔"

اور اے مسلمانو!

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ⑭

(سورۃ النحل 16۔آیت 74)

"اللہ کے لئے مثالیں نہ بیان کیا کرو، بلاشبہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔" (سورۃ النحل۔آیت 74)

مقدمہ

تقلید واجتہاد ◆

۱:...... تقلید کہتے ہیں کہ ''ناواقف آدمی کا کسی جاننے والے پر اعتماد کر کے اس کے قول پر عمل کرنا اور دلیل کا مطالبہ نہ کرنا'' اس تقلید کا حکم قرآن کریم میں اور بہت سی احادیث میں موجود ہے۔(۱)

۲:...... تقلید صرف ان مسائل واحکام میں کی جاتی ہے جن کے بارے میں قرآن وسنت میں کوئی واضح حکم موجود نہیں ہوتا، یا قرآن وسنت کا مطلب سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے، یا ان کے ایک سے زائد معنی ہوتے ہیں، یا ان کے معنی میں کوئی اجمال یا ابہام ہوتا ہے، یا قرآن وسنت یا ان سے نچلے درجے کے دلائل میں تعارض ہوتا ہے، چنانچہ قرآن وسنت کے وہ احکام ومسائل جو قطعی ہیں یا ان کا حکم واضح ہے کہ ان میں کسی قسم کا کوئی اجمال وابہام یا تعارض وغیرہ نہیں، ان مسائل میں کسی امام ومجتہد کی کوئی تقلید نہیں ہوتی۔ مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ کی فرضیت اور زنا، چوری، ڈاکہ، قتل اور شراب نوشی وغیرہ کی حرمت میں کسی امام کی تقلید نہیں کی جاتی، ایسے احکامات کے بارے میں براہ راست قرآن وسنت پر عمل کیا جاتا ہے کیونکہ یہ قرآن وسنت کے واضح احکامات ہیں۔(۲)

۱۔ وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (النحل/۴۳)، التقليد اتباع الانسان غيره فيما يقول او يفعل معتقدا للحقيقة من غير نظر الى الدليل كان هذا المتبع جعل قول الغير او فعله قلادة فى عنقه من غير مطالبة دليل

(كشاف اصطلاحات الفنون/۱۱۷۸)

۲۔ اذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول والى اولي الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم(النساء/۸۳)، فقد حوت هذه الاية معاني منها ان في احكام الحوادث ما ليس بمنصوص عليه بل مدلول عليه و منها ان على العلماء استنباطه والتوصل الى معرفته برده الى نظائره من المنصوص ومنها ان العامي عليه تقليد العلماء فى احكام الحوادث(احكام القرآن: ۲/۲۱۵)، واما الاحكام فضربان احدهما مايعلم بالضرورة من دين الرسول صلى الله على وسلم كالصلوات الخمس والزكاة وصوم شهر رمضان والحج وتحريم الزنا وشرب الخمر وما اشبه ذلك فهذا لا يجوز التقليد فيه لان الناس كلهم يشتركون فى ادراكه والعلم به فلا معنى للتقليد فيه، وضرب لا يعلم الا بالنظر والاستدلال كفروع العبادات والمعاملات والمناكحات وغير ذلك من الاحكام فهذا يسوغ فيه التقليد بدليل قوله تعالى: فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون(الفقيه والمتفقه: ۲/۱۲۸تا۱۳۱ بحواله مجموعه مقالات: ۱/۱۲۵)

◆ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ (مدلل) مولانا مفتی محمد طاہر مسعود خانقاہ سراجیہ کندیاں، میانوالی 2009ء، صفحہ 196 تا 201۔

۳:...... تقلید صرف اس غرض کے لئے کی جاتی ہے کہ قرآن وسنت سے جو مختلف المعانی احکام ثابت ہورہے ہیں، ان میں سے کوئی ایک معنی متعین کرنے کے لئے اپنی ذاتی رائے استعمال کرنے کی بجائے سلف میں سے کسی صالح مجتہد کی رائے اور فہم پر اعتماد کیا جائے۔ ظاہر ہے یہ دوسری صورت انتہائی محتاط اور صواب ہے، کیونکہ آئمہ مجتہدین متقدمین کے پاس جو علم وفہم، تقویٰ وللّٰہیت، حافظہ وذکاوت، دین ودیانت اور قرب عہد رسالت جیسے اوصاف تھے، بعد کے لوگوں میں اور بالخصوص آج کے لوگوں میں ویسے اوصاف نہیں ہیں، چنانچہ جو اعتماد آئمہ مجتہدین پر کیا جا سکتا ہے، بعد کے لوگوں پر نہیں کیا جا سکتا ہاور نہ ہی آدمی اپنے اوپر ویسا اعتماد کر سکتا ہے۔(۱)

۴:...... تقلید سے قرآن وسنت ہی کی پیروی اور اتباع مقصود ہوتی ہے۔ تقلید میں مجتہد کی حیثیت صرف شارح کی ہوتی ہے کہ مقلد اس کی تشریح وتعبیر پر اعتماد کرتا ہے نہ کہ مجتہد کو بذات خود واجب الاطاعت سمجھ کر اس کی اطاعت کرتا ہے، کیونکہ واجب الاطاعت ذات صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔ رسول ﷺ کی اطاعت بھی اس لئے واجب ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے احکام الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے۔(۲)

۱۔ فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون(النحل/۴۳)، ان من الناس من جوز التقليد للمجتهد لهذه الاية فقال لما يكن احد المجتهدين عالما وجب عليه الرجوع الى المجتهد العالم...... فان لم يجب فلا اقل من الجواز(تفسير كبير: ۱۹ /۱۹)، ولم يختلف العلماء ان العامة عليها تقليد علماء هم وانهم مرادون بقول الله عزوجل فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔ واجمعوا على ان الاعمى لا بدله من تقليد غيره ممن يثق بميزه بالقبلة اذا اشكلت عليه كذلك من لا علم له ولا بصر بمعنى مايدين به لا بدله من تقليد عالمه
(جامع بيان العلم و فضله: ۲/۲۲۸)

۲۔ ياايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم(النساء/۵۹)
ووجه تخصيص المجتهدين انه جاء في الاية الثانية ولوردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم ففسر اولى الامر باهل الاستنباط وهم المجتهدون(احكام القرآن: ۲/۲۵۶)، فكذلك يجب عليك الايمان والتصديق بصحة ما استنبطه المجتهدون...... كلها مقتبسة من شعاع نور الشريعة التى هي الاصل (وايضاح ذلك)ان نور الشريعة المطهرة هوالنور الوضح ولكن كلما قرب الشخص منه يجده أضوأ من غيره وكلما بعد عنه فى سلسلة التقليد يجده اقل نورا بالنسبة لماهو اقرب من عين الشريعة(اليواقيت والجواهر: ۲/۹۴)

۵:...... تقلید صرف مسائل شرعیہ فرعیہ میں ہوتی ہے، چنانچہ جو احکام شریعت تواتر و بداہت سے ثابت ہیں، ان میں تقلید نہیں ہوتی، دین کے بنیادی عقائد میں تقلید نہیں ہوتی، قرآن وسنت کی نصوص قطعی الدلالۃ غیر معارضہ میں بھی تقلید نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔(۱)

۶:...... آئمہ مجتہدین کو شارع، معصوم اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح خطاؤں سے پاک سمجھنا قطعی طور پر غلط ہے۔ وہ شارع، معصوم اور خطاؤں سے پاک نہیں ہیں، ان کے ہر اجتہاد میں احتمال خطاء موجود ہے، لیکن انہیں خطاء پر بھی اجر ملتا ہے اور وہ اجرِ اجتہاد ہے۔ خطاء نہ ہو تو دو اجر ملتے ہیں، ایک اجرِ اجتہاد، دوسرا اجرِ صواب۔(۲)

۷:...... مجتہد کے لئے کسی کی تقلید جائز نہیں، اس پر واجب ہے کہ اپنے اجتہاد پر عمل کرے۔(۳)

۸:...... عوام کے لئے تقلید ضروری اور واجب ہے، کیونکہ ان میں اتنی استعداد و صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ براہِ راست قرآن وسنت کو سمجھ سکیں، متعارض دلائل میں تطبیق یا ترجیح کا فیصلہ کر سکیں، لہٰذا ان پر لازم ہے کہ کسی مجتہد کا دامن پکڑیں، اور اس کے بیان کردہ مسائل و احکام پر عمل کریں۔(۴)

۱۔ وكلامنا فيما لم يكن فيه نص عن الشارع اماما فيه نص فلا يدخله الاجتهاد ابدا كما اذا نص الشارع على تحريم شي أو وجوبه أو استحبابه أو كراهية فلا سبيل لاحد الى مخالفة انما هو السمع والطاعة والتسليم(اليواقيت والجواهر: ۹۹/۲)، واما الاحكام فضربان احدهما مايعلم بالضرورة من دين الرسول ﷺ كالصلوات الخمس......لا يجوز التقليد فيه لان الناس كلهم يشتركون في ادراكه والعلم به فلا معنى للتقليد فيه
(الفقيه والمتفقه: ۱۲۸/۲ تا ۱۳۴، بحواله مجموعه مقالات: ۱۲۵/۱)

۲۔ عن عمرو بن العاص انه سمع رسول الله ﷺ قال اذا حكم الحاكم فاجتهد ثم اصاب فله اجران واذا حكم فاجتهد ثم اخطاء فله اجر(صحيح مسلم: ۷۶/۲)، والمختار ان الحكم معين وعليه دليل ظني ان وجده المجتهد اصاب وان فقده اخطاء والمجتهد غير مكلف باصابته كما ذهب بعضهم ممن ذهب الى الاحتمالات الثلاث وذلك لغموضه وخفائه، فلذلك كان المخطي معذورا، فلمن اصاب اجران ولمن اخطاء اجر واحد كماورد في حديث آخر اذا اصبت فلك عشر حسنات وان اخطات فلك حسنة (شرح فقه اكبر/۱۳۳)

۳۔ منع الائمة عن التقليد انما هو في حق القادر على اخذ الاحكام عن الادلة
(فتاوی ابن تيميه: ۲۰۲/۲)

۴۔ وضرب لا يعلم الا بالنظر والاستدلال كفروع العبادات والمعاملات والمناكحات وغير ذلك من الاحكام فهذا يسوغ فيه التقليد بدليل قول الله تعالىٰ فاسئلو اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (الفقيه والمتفقه: ۱۲۸/۲ بحواله مجموعه مقالات: ۱۲۵/۱)، ان العامي يجب عليه تقليد العلماء في احكام الحوادث(تفسير كبير: ۲۷۲/۳)

۹:...... عہد صحابہؓ و تابعینؒ میں تقلید مطلق و تقلید شخصی دونوں پر عمل رہا ہے اور دونوں کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ اس وقت تقلید کی یہ دونوں قسمیں جائز تھیں، لیکن اب تقلید مطلق جائز نہیں بلکہ تقلید شخصی ہی واجب ہے، یعنی کسی ایک متعین مجتہد ہی کی تقلید کرنا، اس لئے کہ اب اگر تقلید مطلق کو جائز قرار دیا جائے تو چونکہ تقویٰ و خدا خوفی کا وہ معیار باقی نہیں رہا جو پہلے زمانوں میں تھا، لوگ بجائے شریعت پر عمل کرنے کے اپنی خواہشات پر عمل کریں گے، جس مسئلہ میں جس امام کے قول میں آسانی دیکھیں گے اسی کو اختیار کر لیں گے، اس میں خواہشات کی اتباع ہوگی شریعت کی پیروی اور اتباع نہیں ہوگی۔ جبکہ تقلید سے مقصود شریعت کی اتباع ہے۔(۱)

۱۰:...... آئمہ مجتہدین بہت سے گزرے ہیں مگر تقلید صرف چار اماموں؛ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے، اس لئے کہ انہی آئمہ اربعہؒ کے فقہی مذاہب مدون شکل میں محفوظ ہیں، اور باقی اماموں کے فقہی مذاہب نہ تو اس طرح مدون شکل میں محفوظ ہیں اور نہ ہی ان مذاہب کے علماء پائے جاتے ہیں کہ بوقت ضرورت ان کی طرف مراجعت کی جائے۔ لہٰذا آئمہ اربعہؒ میں سے ہی کسی ایک امام کی تقلید واجب ہوگی۔(۲)

۱۔ كان التقليد موجودا فی عهد الصحابه و التابعين...... كانوا يعملون بالتقليد المطلق من غير التزام لمذهب امام معين و كان التقليد الشخصي فيهم نادرا ولكن لما تغير الزمان و كثرت الاهواء و فسدت الافكار اختار العلماء الخير المجتهدين ان يلتزموا مذهب امام معين لا لانه كان حكما شرعيا بل لكف الناس عن اتباع الهوى فان الرجل العامی اذا حصلت له الحرية لصار الدين لعبة فی ايدی المتلعبين... وهذا مما لا يبيحه احد فكان حكم التقليد الشخصي سدا للذريعة لا تشريعا عالم يثبت من الصحابة و التابعين۔ (اصول الافتاء/٤١)، وبعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم وقل من كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه و كان هذا هو الواجب فی ذلك الزمان(الانصاف/٥٢)، فی وقت يقلدون من يفسد النكاح وفي وقت يقلدون من يصححه بحسب الغرض والهوى ومثل هذا لا يجوز(فتاوى ابن تيميه: ٢/ ٢٤٠)

۲۔ وثانيا قال رسول الله ﷺ اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم(عقد الجيد مع سلك مروارید/٣٣)، ان هذه المذاهب الاربعة المدوّنة المحررة قد اجتمعت الامة اومن يعتدبه منها على جواز تقليدها الى يومنا هذا وفی ذلك من المصالح مالا يخفى لا سيما فی هذه الايام التی قصرت عنها الهمم جدا واشربت النفوس الهوى واعجب كل ذی رای برایة (حجة الله البالغه: ١/ ١٥٤)، على هذا ما ذكر بعض المتاخرين منع تقليد غير الاربعة لا نضباط مذاهبهم وتقييد مسائلهم وتخصيص عمومها ولم يدومثله فی غيرهم الان لانقراض اتباعهم وهو صحيح (التحرير فی اصول الفقه/٥٥٢)

۱۱:...... برصغیر پاک وہند اور بنگلہ دیش میں چونکہ صرف فقہ حنفی ہی کے علماء پائے جاتے ہیں، لہٰذا ان ملکوں میں رہنے والوں پر فقہ حنفی کی تقلید لازم ہے۔(۱)

۱۲:...... آئمہ مجتہدین کو برا بھلا کہنا، اس تقلید شرعی کو شرکیہ تقلید کہنا، اور استعداد و صلاحیت اجتہاد نہ ہونے کے باوجود براہِ راست قرآن وحدیث پر غلط سلط عمل کرنا، ایسے اُمور ہیں جن کی وجہ سے آدمی اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہو جاتا ہے اور اہل بدعت وہوئی میں داخل ہو جاتا ہے۔(۲)

۱۳:...... اجتہاد

اجتہاد اس خاص قوت استنباط کا نام ہے، جس کے ذریعہ آدمی قرآن وحدیث کے خفیہ و دقیق احکام و معانی اور اسرار و علل کو انشراحِ صدر کے ساتھ حاصل کر لیتا ہے کہ عام لوگوں کی یہاں تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔(۳)

۱۴:...... اُمور قطعیہ و اجماعیہ میں اجتہاد نہیں ہوتا، اور ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد

۱۔ فان كان انسان جاهلا فى بلادالهند ..... وجب عليه ان يقلد بمذهب ابى حنيفة و يحرم عليه الخروج من مذهبه۔ (انصاف/ ۷۰)

۲۔ فان اهل السنة والجماعة قد افترق بعدالقرن الثلثة اوالاربعة على اربعة المذاهب ولم يبق فى فروع المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة فقد انعقد الاجماع المركب على بطلان قول من يخالف كلهم وقد قال الله تعالى ومن يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ماتولى ونصله جهنم(تفسير مظهرى: ۲ / ٦٤)، فعليكم يا معشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله فى موافقتهم وخزلانه وسخطه ومقته فى مخالفته وهذه الطائفة الناجية قداجتمعت اليوم فى المذاهب الاربعةهم الحنفيون والمالكون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فى ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار(طحطاوى على الدرالمختار: ۴/ ۱۵۳)

۳۔ واذا جاءهم امر من الامن اوالخوف اذا عوابه ولوردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستبطونه منهم (النساء / ۸۳)، وفى هذه الاية دلالة على وجوب القول بالقياس واجتهادالراى فى احكام الحوادث (احكام القرآن: ۲ / ۲٦۲)، اما شرطه فانه يحوى علم الكتاب بمعانيه وعلم السنة بطرقها ومتونها ووجوه معانيها وان يعرف وجوه القياس (كنزالوصول الى معرفة الاصول / ۲۷۸ بحواله الكلام المفيد / ٦٥)

پر حجت نہیں ہوتا۔(۱)

۱۵:...... اجتہاد کا دروازہ بند نہیں، نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد ہو سکتا ہے۔ اجتہاد کے لئے اہل اجتہاد ہونا اور ان تمام شرائط کا پایا جانا جو ایک مجتہد کے لئے ضروری ہیں، شرط ہے۔ مزید برآں اجتہاد میں انفرادیت کی بجائے اجتماعیت کی راہ اختیار کرنی چاہئے، یعنی تمام اہل اجتہاد مل کر نئے پیش آمدہ مسائل کا حل نکالیں۔(۲)

۱۶:...... آج کل اجتہاد کے نام پر اباحیت اور تحریف دین کو عام کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کی اباحیت قطعاً ناجائز ہے اور اسے ہرگز ہرگز اجتہاد کا نام نہیں دیا جا سکتا۔(۳)

۱۔ والاحکام علی ضربین عقلی و شرعی۔ فالعقلی فلا یجوز فیه التقلید کمعرفة الصانع وصفاته (الفقیه والمتفقه: ۲/۱۲۸ بحواله مجموعه مقالات: ۱/۱۲۵)، وکلامنا فیما لم یکن فیه نص عن الشارع امامفیه نص فلا یدخله الاجتهاد ابدا کمالذا نص الشارع علی تحریم شئ اووجوبه اواستحبابه او کراهیته فلا سبیل لاحد الی مخالفته(الیواقیت الجواهر: ۲/۹۹)، منع الائمة عن التقلید انما هو فی حق القادر علی اخذ الاحکام عن الادلة(فتاوی ابن تیمیه: ۲/۲۰۳)

۲۔ قال النبی ﷺ ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذالشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة(مشکوٰة المصابیح: ۱/۳۲)، ان الامة اجتمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفة الشریعة فالتابعون اعتمدوا فی ذلك علی الصحابة وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وهکذا فی کل طبقة اعتمدوا العلماء علی من قبلهم والعقل یدل علی حسن ذلك لان الشریعة لا یعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان یاخذ کل طبقة عمل قبلها بالاتصال (عقدالجید/۳۶)، اما شرطه فان یحوی علم الکتاب بمعانیه وعلم السنة بطرقها و متونها و وجوه معانیها وان یعرف وجوه القیاس (کنز الوصول الی معرفة الاصول: ۲۷۸ بحواله الکلام المفید /۶۵)

۳۔ قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربع وکذالایجوز الاتباع لمن حدث مجتهدا مخالفا لهم (تفسیرات احمدیه /۳۴۶)

تتمہ سوم

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ اور سجدۂ تحیت ❶

جناب وارث ریاضی صاحب

"زیر نظر مضمون "حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ اور سجدۂ تحیت" کی اشاعت سے قبل اس مضمون کے سلسلہ میں "معارف" مئی ۲۰۱۰ء کے شمارہ میں مقالہ نگار کا ایک خط شائع ہوا تھا۔ جس میں میرے حوالہ سے یہ بات کہی گئی تھی کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے نزدیک سجدۂ تحیت جائز نہیں۔ تو اس باب میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ میں نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے بارے میں عرض کیا تھا کہ ان کے نزدیک سجدۂ تحیت ناجائز ہے"۔ شاید فون پر سننے میں کچھ فرق پڑا۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے چشتی سلسلہ میں رائج اس قدیم رسم کو ختم کرتے ہوئے یہ اعلان کر دیا تھا کہ:

"پیش خلق سر بزمین نہادن روا نیست"۔ خیر المجالس (ملفوظات حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی) مرتبہ مولانا حمید قلندر، تصحیح خلیق احمد نظامی، شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، بدون تاریخ ص ۱۵۷۔ بختیار کاکی کے نزدیک سجدۂ تحیت جائز ہے اس باب میں مقالہ نگار کا موقف بالکل درست ہے"۔

"اشتیاق احمد ظلی"

کسی بادشاہ یا کسی امیر یا کسی عظیم المرتبت شخصیت کو بطور تعظیم و اکرام سجدہ کرنا، سجدۂ تحیت یا سجدۂ تعظیمی کہلاتا ہے۔ ہندوستانی مشائخ عظام میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز (۵۸۲ھ-۶۰۷ھ) حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ (۵۶۹ھ-۶۷۰ھ) اور حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاؒ (۶۳۶ھ-۷۲۵ھ) کے نزدیک سجدۂ تحیت جائز اور مباح ہے۔ حضرت محبوب الٰہی کا ارشاد ہے:

"...... بر من خلق می آید و روی بر زمین می آرد۔ چوں پیش شیخ الاسلام فرید الدینؒ	میرے پاس لوگ آتے ہیں اور اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں، جوں کہ شیخ الاسلام فرید الدینؒ

کاشانہ ادب سکلاد یوراج، ڈاک خانہ بسوریا، وایا لوریا، مغربی چمپارن، بہار۔

❶ ماخوذ از ماہنامہ معارف جون 2010ء اعظم گڑھ انڈیا، صفحات 461 تا 470۔

نوٹ: چونکہ یہ مضمون کا عکس ہے اس لئے اس میں کئی جگہ لفظ خدا آ گیا ہے اسے اللہ ہی پڑھا جائے۔ (مؤلف)

وشیخ قطب الدین قدس اللہ رحمہما العزیز	اور شیخ قطب الدین قدس روحہما العزیز کے
منع نہ بود من ہم منع نمی کنم"۔(۱)	سامنے منع نہیں تھا، میں بھی منع نہیں کرتا۔

فوائد الفواد کے مرتب خواجہ حسن سجزی (۶۵۲ھ - ۷۲۵ھ) نے حضرت محبوب الٰہی کے درج بالا ارشاد کے بعد حضرت محبوب الٰہیؒ کے حوالے سے ذیل کی حکایت تحریر کی ہے:

"......خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اس بارے میں حکایت بیان فرمائی کہ انہی گزشتہ دنوں میں ایک شخص آئے، بزرگ زادے تھے، سیاحت کیے ہوئے اور شام و روم دیکھے ہوئے۔ جب وہ آکر بیٹھے تو اسی دوران وحید الدین قریشی آئے اور جیسا کہ خدمت گاروں کی رسم ہے، آداب بجالائے اور سر زمین پر رکھا، یہ صاحب جو بیٹھے تھے، پکار کر بولے کہ ایسا نہ کرو۔ سجدے کی اجازت کہیں نہیں آئی ہے۔ اس بارے میں جھگڑا کرنے لگے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ انہیں جواب دوں (لیکن) جب بات بڑھ گئی اور وہ اس بارے میں غلو کرنے لگے تو میں نے ان سے بس اتنا کہا کہ سنو، اودھم مت مچاؤ! جو بات بھی کبھی فرض رہی ہو جب اس کی فرضیت چلی جاتی ہے تو استحباب باقی رہتا ہے، جیسا کہ ایام بیض اور ایام عاشورہ کے روزے، ماضی کی امتوں پر فرض تھے، رسول علیہ السلام کے زمانے میں چوں کہ رمضان کا روزہ فرض ہوا تو ایام بیض اور ایام عاشورہ کے روزے کی فرضیت اٹھ گئی، لیکن استحباب باقی رہا۔ اب سجدے پر آتا ہوں۔ ماضی کی امتوں میں مستحب تھا، چنانچہ رعیت بادشاہ کو اور شاگرد، استاد کو اور امت، پیغمبر کو سجدہ کیا کرتی تھی۔ جب عہد رسول علیہ السلام آیا تو یہ سجدہ نہ رہا۔ البتہ اگر استحباب چلا گیا تو اباحت رہی۔ اگر مستحب نہیں تو مباح ہوگا۔ مباح سے انکار اور ممانعت کہاں سے آئی۔(۲)

سجدۂ تحیت کے جواز میں حضرت محبوب الٰہیؒ کا مذکورہ نقطۂ نظر محل نظر ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ-۱۵۰ھ) کے نزدیک جب کسی امر شرعی کی صفت وجوب ختم ہو جاتی ہے تو اس کی صفت جواز بھی باقی نہیں رہتی۔(۳) لہٰذا اگر حضرت محبوب الٰہی حنفی المسلک تھے تو پھر ان کا یہ استدلال درست نہیں کہ جو بات کبھی فرض رہی ہو، جب اس کی فرضیت چلی جاتی ہے تو اس کا استحباب باقی رہتا ہے اور جب استحباب چلا جاتا ہے تو اباحت باقی رہتی ہے۔

اور اگر حضرت محبوب الٰہی شافعی المسلک تھے تو ہر چند کہ امام شافعیؒ (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ)

کے نزدیک صفت وجوب کے ختم ہو جانے سے صفت جواز باقی رہتی ہے لیکن چونکہ سجدۂ تحیت کا ممنوع وحرام ہونا حدیث متواتر سے ثابت ہے، اس لیے حضرت خواجہؒ کا اسے مستحب یا مباح قرار دینا درست نہیں ہے۔

امم سابقہ میں سجدۂ تحیت کے جواز اور عدم کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ امم سابقہ میں یہ سجدہ جائز تھا، لیکن اسلام میں ممنوع قرار دے دیا گیا۔ جب کہ بعض علماء کے نزدیک یہ سجدہ کسی بھی دین سماوی میں جائز نہیں رہا۔ تفصیلات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

امام ابو جعفر جریر طبریؒ (وفات ۳۱۰ ھ) کا خیال ہے کہ امم سابقہ میں ملاقات کے وقت "سلام" کی جگہ پیشانی کو زمین پر رکھ کر بطور تعظیم وتحیت آداب بجالانے کا رواج تھا۔ ابن جریرؒ واذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم ...... کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

واصح الاقوال ان السجود كان بمعنى وضع الجبهة ولكن لا عبادة بل تكرمة وتحية كالسلام منهم عليه وقد كانت الامم السالفة تفعل ذلك بدل السلام ـ قال قتاده فى قوله "وخروا له سجداً" كانت تحية الناس يومئذ سجود بعضهم لبعض ويجوز ان تختلف الرسوم والعبادات باختلاف الازمنة والاوقات ـ (۴)	صحیح ترین قول یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کے سامنے اپنی پیشانیوں کو زمین پر رکھ کر سجدہ کیا تھا لیکن یہ سجدہ برائے عبادت نہیں تھا بلکہ برائے تکریم وتحیت تھا، گویا فرشتوں نے سجدہ کے ذریعہ حضرت آدمؑ کو نذرانۂ سلام پیش کیا تھا۔ امم سابقہ میں سلام کے بدلے سجدہ کرنے کا طریقہ رائج تھا۔ حضرت قتادہ (وفات ۱۱۷ھ) نے "وخرواله سجدا" کی تفسیر میں فرمایا کہ زمانۂ سابقہ میں لوگ سجدہ کے ذریعہ ایک دوسرے کی رسم تحیت ادا کرتے تھے اور زمان واوقات کے بدل جانے سے رسوم وعادات میں تبدیلیاں آجاتی ہیں۔

حافظ عماد الدین بن کثیر (۷۰۰ھ-۷۷۴ھ) کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے کہ ادیان سابقہ میں سلام کرتے وقت بطور تعظیم، بڑوں کے سامنے سجدہ کرنے کا طریقہ رائج تھا، لیکن شریعت محمدیہ میں اسے ناجائز قرار دے دیا گیا۔ ابن کثیرؒ قرآن عزیز کی آیت "ورفع ابويه على

العرش وخروا له سجدا'' کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد كان هذا سائغا في شرائعهم انا	اگلی شریعتوں میں بڑوں کو سلام کرتے وقت،
سلموا على الكبير يسجدون له ولم	ان کو سجدہ کیے جانے کا طریقہ رائج تھا۔
يزل هذا من لدن آدم الى شريعة	حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ کے عہد
عيسىٰ عليه السلام فحرم هذا في	تک یہ طریقہ رائج رہا، لیکن شریعت اسلامیہ
هذه الملة وجعل السجود مختصا	میں یہ طریقہ حرام قرار دے دیا گیا اور سجدہ کو
بجناب الرب سبحانه وتعالى ۔(۵)	صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں ذیل کی حدیث پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوكنت آمر احدا ان يسجد	اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کے لیے
لاحد لامرت المرأة ان تسجد	حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا وہ اپنے شوہر کے
لزوجها لعظم حقه عليها ۔(۶)	حق کی عظمت کے پیش نظر، اس کو سجدہ کرے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء) اپنی تفسیر بیان القرآن کے حاشیے میں سجدہ تحیت کے عدم جواز پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

سجود التحية كان مشروعا في	سجدہ تحیت پہلی شریعتوں میں جائز تھا لیکن ہماری
شرع من قبلنا و نسخ في شرعنا	شریعت میں منسوخ ہو گیا۔ ناسخ وہ روایت ہے
والناسخ ما رواه الترمذي عن	جسے امام ترمذی (۲۰۹ھ-۲۷۹ھ) نے حضرت
ابي هريرةؓ عن النبي صلى الله	ابو ہریرہؓ (وفات ۵۷ھ) سے روایت کی ہے
عليه وسلم قال: لوكنت آمر	کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
احدا ان يسجد لاحد لامرت	میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو
المرأة ان تسجد لزوجها ۔(۷)	عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مذکورہ روایت، جن راویوں سے مروی ہے اور صاحب تدریب الراوی کی تصریح کے مطابق جس حدیث کو دس صحابہؓ نے روایت کی ہو وہ

حدیث، ”حدیث متواتر“ کا درجہ رکھتی ہے، لہذا جو حدیث بیس صحابہ کرامؓ سے مروی وہ بدرجہ اولیٰ متواتر ہوگی۔ اور حدیث متواتر سے نسخ ثابت ہو جاتا ہے، اس بنیاد پر سجود آدم اور سجود یوسف سے متعلق آیات میں سجدہ کو اگر اصطلاحی معنی پر بھی محمول کیا جائے تو یہ جواز، حدیث بالا سے منسوخ ہوگا۔(۸)

مولانا تھانویؒ کے نزدیک اجماع امت سے بھی سجدہ تحیت کی حرمت ثابت ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

لم نر احدا من السلف ولا من	تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں تلاش
الخلف اختلف في حرمة سجدة	بسیار کے باوجود بھی ہمیں کوئی ایسا عالم نہیں ملا
التحية مع تفحص كثير من كتب	جس نے سجدۂ تحیت کی حرمت کے بارے میں
التفسير والحديث والفقه ۔(۹)	اختلاف کیا ہو۔

علامہ سید محمود آلوسی (وفات ۱۲۷۰ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر روح المعانی میں ”واذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آیت میں سجدہ کے شرعی معنی بھی مراد لیے جا سکتے ہیں اور لغوی معنی بھی۔ سجدہ کے شرعی معنی میں چونکہ عبادت کے ارادے سے پیشانی کو زمین پر رکھنے کا مفہوم ملحوظ ہوتا ہے، اس لیے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ”سجدہ“ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو کیا گیا، لیکن حضرت آدمؑ کی علمی برتری اور فضیلت کے اعتراف میں ان کو قبلۂ سجود یا وجوب سجود کا سبب قرار دے کر فرشتوں کو ان کی طرف متوجہ ہو کر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور اگر لغوی معنی مراد لیے جائیں تو چوں کہ لغوی معنی میں پیشانی کو زمین پر رکھے بغیر، صرف سر جھکا کر سجدۂ تعظیم بجا لانے کا مفہوم پیش نظر رہتا ہے، اس لیے آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کے روبرو جھک کر رسم تعظیم و تحیت ادا کی۔(۱۰)

جو حضرات، حضرت آدمؑ کو مسجود مانتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کی شریعت میں غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز تھا، لیکن شریعت اسلامیہ میں اسے ممنوع و حرام قرار دے دیا گیا، ان پر نقض وارد کرتے ہوئے علامہ آلوسی رقم طراز ہیں:

وفيه ان السجود الشرعي	حضرت آدمؑ کو مسجود قرار دینا اس لیے درست
عبادة غيره سبحانه وتعالى	نہیں کہ ”سجدۂ شرعی“ عبادت ہے، اور اللہ
شرك محرم في جميع الاديان	تعالیٰ کے سوا غیر اللہ کی عبادت، تمام ادیان

ولا اراها حلت فی عصر من الاعصار ۔(۱۱)

میں شرک اور حرام رہی ہے۔ اور کسی بھی زمانے میں غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں رہی۔

سجود آدم کے بارے میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۱۴۳ھ - ۱۲۲۵ھ) کا نقطہ نظر بھی تقریباً وہی ہے جو سید محمود آلوسی کا ہے۔ البتہ قاضی صاحب نے سجدہ کے لغوی معنی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

اما المعنی اللغوی ھو التواضع والتذلل لآدم تحیة وتعظیما کسجود اخوة یوسف ، قال البغوی : ھذا القول اصح ولم یکن فیه وضع الجبھة علی الارض ، انما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذالك بالسلام ۔(۱۲)

سجدہ کے لغوی معنی چوں کہ تواضع و تذلل اور انکساری و عاجزی کے اظہار کے آتے ہیں لہذا فرشتوں کو انکساری و عاجزی کے ساتھ حضرت آدم کے سامنے رسم تعظیم وتحیت بجالانے کا حکم دیا گیا ، ٹھیک اسی طرح جس طرح حضرت یوسف کے بھائیوں کو حضرت یوسف کے روبرو سجدہ کرنے یعنی رسم تعظیم وتحیت بجالانے کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ بغوی کے نزدیک لغوی معنی مراد لینا تمام اقوال میں صحیح ترین ہے جس میں صرف جھکاؤ ہوتا ہے ، پیشانی کو زمین پر نہیں رکھا جاتا۔ لیکن اسلام نے آ کر سلام کے ذریعہ اس رسم تعظیم وتحیت کو بھی باطل قرار دے دیا۔

حضرت مولانا امین احسن اصلاحیؒ (۱۹۰۴ء-۱۹۹۷ء) اسجدوا لآدم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سجدہ کا لفظ عربی زبان میں جھکنے کے معنی میں آتا ہے۔ جھکنے کے مختلف مدارج ہوسکتے ہیں ، کسی کے آگے تعظیم کے طور پر سر نہوڑا دینا بھی جھکنا ہے اور پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھ دینا بھی جھکنا ہے۔ پچھلے مذاہب میں تعظیم کی یہ قسم غیر اللہ کے لیے جائز تھی ۔ لیکن عموماً اس کی حد وہی تھی جو ہمارے یہاں رکوع کی ہے۔ بنی اسرائیل

میں اس طرح کے تعظیمی سجدے کا عام رواج تھا اور تورات کے مختلف مقامات سے اس کی جو شکل متعین ہوتی ہے وہ رکوع سے ملتی جلتی ہے۔ اسلام نے تعظیم کی اس شکل کو خدائے رب العزت کے لیے خاص کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام خدا کا آخری اور کامل دین ہے۔ اس نے توحید کی حقیقت کو مکمل طور پر اجاگر کر دینے کے لیے تعظیم وتذلل کی شکلیں بھی خاص کر دی ہیں تا کہ اس کے اندر شرک کے داخل ہونے کے لیے کوئی رخنہ باقی نہ رہ جائے۔

فرشتوں کو آدمؑ کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دینے میں شرک کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ اس لیے اولاً تو یہ سجدہ خدا کے حکم کی تعمیل میں تھا، اس لیے گویا خدا ہی کو سجدہ تھا، ثانیاً سجدہ، شرک کی علامت جیسا کہ عرض کیا گیا، اسلام میں قرار دیا گیا ہے۔ اسلام سے پہلے اس کی اہمیت، تعظیم کے ایک طریقہ سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھی۔ اگر یہ کہا گیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آدم کو تعظیم بجالاؤ۔ اس سے زیادہ اس کا کوئی مفہوم نہیں"۔ (۱۳)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (۱۸۹۹ء-۱۹۷۴ء) اسجدوا لآدم کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

سجدہ کی دو قسمیں ہیں، ایک سجدۂ عبادت، یعنی کسی کو خدا اور معبود سمجھ کر سجدہ کرنا۔ اس قسم کا سجدہ تمام ملتوں میں کفر ہے اور شرک ہے۔ اس قسم کا سجدہ کسی ملت اور شریعت میں کسی وقت بھی جائز نہیں رکھا گیا۔ دوسرا سجدۂ تحیت وتکریم یعنی بطور تعظیم کسی کے سامنے سر جھکانا جیسے ابتداء ملاقات میں سلام کرتے ہیں۔ اسی طرح شرائع سابقہ میں بطور تسلیم یہ سجدۂ تکریم مشروع تھا۔ شریعت محمدیہ نے اب اس کو بھی ممنوع اور حرام قرار دے دیا ہے جیسا کہ آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ سے اس کی حرمت ثابت ہے۔ دونوں سجدوں میں فرق اتنا ہے کہ سجدۂ عبادت تو کفر ہے اور سجدۂ تعظیم، حرام ہے۔ یا یوں کہو کہ سجدۂ عبادت شرک اعتقادی ہے اور سجدۂ تعظیمی شرک عملی ہے۔ تمام اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سجدۂ عبادت نہ تھا، اس لیے کہ سجدۂ عبادت سوائے خدا کے کسی کو کرنا کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کفر کا حکم نہیں دیتا۔ یہ سجدۂ تعظیم وسلام تھا جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے قصے میں ہے، خروا له سجدا۔ (۱۴)

حضرت مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ (۱۹۰۳ء-۱۹۷۹ء) سجودِ اخوۂ یوسفؑ سے متعلق آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"قدیم تہذیب میں یہ عام طریقہ تھا (اور آج بھی بعض ملکوں میں اس کا رواج ہے) کسی کا شکریہ ادا کرنے کے لیے یا کسی کا استقبال کرنے کے لیے یا محض سلام کرنے کے لیے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کسی حد تک آگے کی طرف جھکتے تھے۔ اسی جھکاؤ کے لیے عربی میں سجود اور انگریزی Bow کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ بائبل میں اس کی بہ کثرت مثالیں ہم کو ملتی ہیں کہ قدیم زمانے میں یہ طریقہ آدابِ تہذیب میں شامل تھا"۔(۱۵)

بائبل سے قدیم تہذیب کے آدابِ تعظیم کی چند مثالیں پیش کرنے کے بعد مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

"جن لوگوں نے معاملہ کی اس حقیقت کو جانے بغیر اس کی تاویل سرسری طور پر یہ لکھ دیا کہ اگلی شریعتوں میں غیر اللہ کو تعظیمی سجدہ کرنا یا سجدۂ تحیت بجالانا جائز تھا تو انہوں نے محض ایک بے اصل بات کہی ہے۔ اگر سجدے سے مراد وہ چیز ہو جسے اسلامی اصطلاح میں سجدہ کہا جاتا ہے تو وہ خدا کی بھیجی ہوئی کسی شریعت میں غیر اللہ کے لیے جائز نہیں رہا"۔(۱۶)

مشہور فقیہ اور محقق علامہ ابن عابدین (وفات ۱۲۵۲ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق تالیف "شامی" میں سجدۂ تحیت کے عدم جواز پر روشنی ڈالتے ہوئے شمس الائمہ سرخسی کے حوالے سے لکھا ہے کہ غیر اللہ کو بطور تعظیم سجدہ کرنا کفر ہے اور قہستانی کے قول کے مطابق غیر اللہ کو سجدہ کرنے والے کی ہر حال میں تکفیر کی جائے گی خواہ اس نے سجدہ کرتے وقت تعظیم کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو۔(۱۷)

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب شریعت اسلامیہ میں غیر اللہ کو سجدۂ تعظیم یا سجدۂ تحیت بجالانا ممنوع و حرام ہے تو حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا جیسا خدا رسیدہ بزرگ اور متبحر عالم دین نے اسے کیسے جائز قرار دے دیا؟ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نے حدیث کی جو منتخب کتاب پڑھی تھی وہ علامہ رضی الدین حسن صغانی (۵۷۷ھ-۶۵۰ھ) کی تالیف مشارق الانوار تھی۔ حضرت محبوب الٰہی کے دور میں ہندوستان میں صحاح ستہ کی کتابیں متداول نہیں تھیں۔ کتب صحاح ستہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۵۵۱ء-۱۶۴۲ء) کے عہد

میں متداول ہوئیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اور ان کے ہم عصر صوفیائے کرام اور علماء ان صحیح احادیث سے ناواقف تھے جن میں سجدۂ تحیت کو ممنوع و ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اگر حضرت خواجہؒ کے پیش نظر وہ احادیث صحیحہ ہوتیں تو وہ سجدۂ تحیت کو جائز اور مباح قرار نہیں دیتے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (۱۹۱۳ء-۱۹۹۹ء) رقم طراز ہیں:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحاح ستہ کے عام طور پر اور صحیحین کے خاص طور پر ہندوستان میں متداول نہ ہونے کی وجہ سے، ان سے علماء و مشائخ کا اشتغال نہیں تھا۔ خود آپ (حضرت محبوب الٰہیؒ) نے بھی (اگر مجلس مناظرہ کی روداد صحیح ہے) مجلس مناظرہ میں جن حدیثوں کو حلت سماع کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے وہ صحاح کی احادیث نہیں ہیں اور محدثین کے نزدیک ان کا علمی پایہ کچھ بلند نہیں ہے۔ فریق مقابل کے علماء نے بھی جو اکابر علماء اور اعیان قضاۃ میں سے تھے، جس طرح گفتگو اور استدلال کیا ہے، اس سے علم حدیث سے نہ صرف ان کی بے خبری کا ثبوت ملتا ہے بلکہ ایک عالم دین کو اس کے بارے میں جو رویہ اختیار کرنا چاہیے اس کی کمی کا بھی احساس ہوتا ہے۔ کتب صحاح اور نقد حدیث اور جرح و تعدیل کے فن کے شائع نہ ہونے کی وجہ سے خانقاہوں میں بہت سی ایسی رسوم یہاں تک کہ سجدۂ تعظیمی رائج تھیں اور بہت سے ایسے اوقات و ایام کے فضائل کی روایات مشہور تھیں اور مشائخ کے ملفوظات میں ان کا بڑی آب و تاب سے ذکر آتا ہے جن کا احادیث کے صحیح مجموعوں میں کوئی وجود نہیں اور محدثین ان پر سخت کلام کرتے ہیں"۔ (۱۸)

مآخذ و حواشی

(۱) حضرت خواجہ امیر حسن علا سجزی (مرتب) فوائد الفواد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاؒ) مطبوعہ اردو اکاڈمی دہلی، ص ۷۱۔ (۲) حوالہ بالا، ص ۳۷۳۔ (۳) عبداللہ بن احمد بن محمود (وفات ۷۱۰ھ) اصول فقہ کی مشہور کتاب "المنار" میں رقم طراز ہیں:

انما عدمت صفة الوجوب للمامور به لا تبقى صفة الجواز خلافا للشافعی ۔	جب مامور بہ کی صفت وجوب ختم ہو جاتی ہے تو احناف کے نزدیک صفت جواز باقی نہیں رہتی لیکن امام شافعی کے نزدیک صفت جواز باقی رہتی ہے۔

المنار کے شارح صاحب نور الانوار شیخ احمد المعروف بملا جیون (۱۰۴۸ھ-۱۱۳۰ھ) مذکورہ بالا

★ ناچیز بھی یہی عرض کر رہا ہے کہ کتب احادیث کی نایابی ایسی بہت سی عادات و روایات کا باعث بنیں جو شرعاً جائز نہیں تھیں مگر عام ہو گئیں جسطرح لفظ "خدا" (مؤلف)

عبارت کی تخریج کرتے ہیں:

...... اذا نسخ الوجوب الثابت بالامر فهل تبقى صفة الجواز الذى فى ضمنه أم لا ؟ فقال الشافعى : تبقى صفة الجواز استدلالا بصوم عاشوراء فانه قد كان فرضا ثم نسخت فرضيته وبقى استحبابه الآن . وعندنا لا تبقى صفة الجواز الثابت فى ضمن الوجوب كما ان قطع الاعضاء الخاطئة كان واجبا على بنى اسرائيل وقد نسخ منا فرضيته وجوازه و هكذا القياس واما صوم عاشوراء فانما يثبت جوازه الآن بنص آخر لا بذالك النص الموجب للاداء۔

(نورالانوار۔قیومی پریس کان پور، ص ۵۱)

امر کے ذریعہ ثابت شدہ وجوب جب منسوخ ہوجاتا ہے تو کیا اس کے ضمن میں جو صفت جواز رہتی ہے وہ باقی رہتی ہے یا ختم ہوجاتی ہے؟ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ صفت جواز باقی رہتی ہے۔امام شافعیؒ صوم عاشوراء سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ روزہ پہلے فرض تھا (اسلام میں صیام رمضان کی فرضیت سے اس کی) فرضیت ختم ہوگئی لیکن اس کا استحباب آج بھی باقی ہے۔ ہمارے علماء احناف کے نزدیک صفت وجوب کے ختم ہوجانے سے وجوب کے ضمن میں ثابت شدہ صفت جواز باقی نہیں رہتی۔جیسا کہ بنی اسرائیل میں خطا کار عوت کے اعضاء کاٹ دیئے جانے کا حکم تھا لیکن (اسلام میں) جب یہ حکم منسوخ ہوگیا تو اس کا جواز بھی ختم ہوگیا، چنانچہ اس طرح کے مسائل کو اسی پر قیاس کیا جائے گا۔رہ گیا صوم عاشوراء کا جواز تو یہ جواز اس نص سے ثابت نہیں ہے جو صوم عاشوراء کی موجب تھی بلکہ یہ جواز دوسری نص سے ثابت ہے (اور وہ نص حضرت عبداللہ بن عباسؓ (وفات ۶۸ھ) کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اپنے اصحاب کو بھی یہ روزہ رکھنے کا مشورہ دیا)۔

(۴) امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، تفسیر ابن جریر، مکتبۃ المیمنیہ مصر، جلد اول، ص ۲۳۳۔(۵) حافظ عماد الدین بن کثیر، مختصر تفسیر ابن کثیر، مطبوعہ دار القرآن الکریم، بیروت، جلد ثانی، ص ۲۶۲۔(۶) حوالہ بالا۔(۷) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، تفسیر بیان القرآن، کتب خانہ حمیدیہ دیوبند، جلد اول، ص ۲۹۔(۸) حوالہ بالا۔(۹) حوالہ بالا۔(۱۰) علامہ سید محمود آلوسی، مطبوعہ دار الفکر بیروت، جلد اول، ص ۳۳۸۔(۱۱) حوالہ بالا۔(۱۲) قاضی ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی، جلد اول، ص ۵۲۔(۱۳) مولانا امین احسن اصلاحیؒ، تدبر قرآن، تاج کمپنی دہلی، جلد اول، ص ۴۹۔(۱۴) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، معارف القرآن، فرید بک ڈپو دہلی، جلد اول، ص ۲۳۶۔(۱۵) مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، تفہیم القرآن، مکتبہ جماعت اسلامی ہند دہلی، جلد ثانی، ص ۲۳۶۔(۱۶) حوالہ بالا، ص ۲۳۲۔(۱۷) محمد امین ابن عابدینؒ، شامی، کتب خانہ نعمانیہ دیوبند، جلد خامس، ص ۲۳۶۔(۱۸) مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، تاریخ دعوت و عزیمت، مجلس تحقیقات و نشریات لکھنؤ، جلد ثالث، ص ۱۲۷۔

مصادرومراجع

1 قرآن کریم / فتح المجید، مترجم مولانا فتح محمدؒ جالندھری

2 تفسیر در منثور، امام جلال الدین سیوطیؒ

3 صحیح بخاری

4 صحیح مسلم

5 سنن ترمذی

6 سنن نسائی

7 سنن ابوداؤد

8 سنن ابن ماجہ

9 معجم طبرانی

10 کنز العمال

11 مسند احمد

12 بیہقی۔ السنن الکبریٰ

13 السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ الدکتور اکرم ضیاء العمری ناشر ابعیکان للنشر، ریاض۔ سعودیہ عربیہ 1428ھ

14 سیرت النبیؐ، علامہ شبلیؒ اور سید سلیمان ندویؒ دار المصنفین اعظم گڑھ۔ انڈیا۔ 1977ء

15 رحمۃ للعلمین، محمد سلیمان سلمانؒ، منصور پوری مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد

16 شرح اسماء الحسنیٰ، محمد سلیمان سلمانؒ، منصور پوری دار الاشاعت، کراچی 1994ء

17 عمل الیوم اللیلہ، امام نسائی، تحقیق ڈاکٹر فاروق حمادہ، دار الکلام الطیب، بیروت، 1421ھ

18 اردو ترجمہ مولانا محمد اشرف، مکتبہ حسینیہ، گوجرانوالہ 1988ء

19 عمل الیوم واللیلۃ ابن ابی السنی، المؤید، تحقیق بشیر محمد عیون 1414ھ

20 رسول اکرم کے دن رات کے اعمال اردو ترجمہ مولانا ارشاد احمد فاروقی، زمزم پبلشرز، کراچی 2005ء

21 غیاث اللغات، میر محمد کتب خانہ، کراچی

22 مظاہر حق، شرح مشکوۃ شریف، نواب قطب الدین خان دہلوی / عبد اللہ جاوید، دار الاشاعت، کراچی

23 شعب الایمان، امام بیہقیؒ ترجمہ مولانا قاضی ملک محمد اسماعیل دار الاشاعت، کراچی 2007ء

24 شمائل ترمذی عربی / اردو، میر محمد کتب خانہ، کراچی

25 شمائل ترمذی ترجمہ و شرح مولانا محمد زکریا، مکتبہ اسلامیہ، رائے ونڈ

28 فرھنگ آصفیہ، اردو سائنس بورڈ، لاہور 2006ء

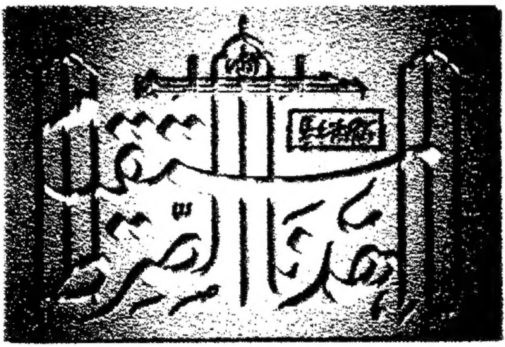
27 دلائل النبوۃ، امام بیہقی ترجمہ مولانا محمد اسماعیل الجاروی، دار الاشاعت، کراچی 2009ء

28 مشکوۃ المصابیح، خالد محمد سعید با قرین، مکتبہ قدوسیہ، لاہور 2009ء
29 رحمت عالم، اردو ترجمہ السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ الدکتور ضیاء العمری
30 سیرت نبوی ڈاکٹر مہدی رزق اللہ احمد، اردو ترجمہ حافظ محمد امین دار السلام، لاہور 1430ھ
31 اسوۂ حسنہ المعروف شمائل کبریٰ، مفتی محمد ارشاد القاسمی، زمزم پبلشرز کراچی 2005ء
32 حصن حصین، امام محمد الجزری اردو ترجمہ مولانا محمد ادریس، تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی
33 حصن حصین قول متین، ترجمہ و شرح، مولانا عبدالعلیم ندوی، میر محمد کتب خانہ، کراچی
34 ضیاء النبی ﷺ پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور 1420ھ
35 کتاب الدعاء، امام طبرانی، تحقیق ڈاکٹر محمد سعید بن محمد حسن البخاری، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت 1407ھ
36 الدعاء مقبول، اسلامی وظائف، شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی، مکتبہ اشرفیہ، رائے ونڈ، لاہور 1989ء
37 فتاویٰ بینات، مکتبہ بینات، جلد اول، 2006ء
38 عقائد اہل السنۃ والجماعۃ مدلل، مفتی محمد طاہر مسعود، شیخ الحدیث، 2007ء اور 2009ء
39 مسائل بہشتی زیور، ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مجلس نشریات اسلام، کراچی، 2007ء
40 پیارے نبی ﷺ کی پیاری پیاری سنتیں، حکیم محمد اختر، انجمن احیاء السنۃ، لاہور
41 تفسیروں میں اسرائیلی روایات، مولانا نظام الدین اسیر ادروی، جنیس پبلشرز 2005ء
42 آپ کے مسائل اور ان کا حل، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، 1999ء
43 حب رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ، حافظ محمد سعد اللہ، حجاز پبلی کیشنز، لاہور 2009ء
44 اصحاب رسول ﷺ، خالد محمد خالد، ترجمہ مولانا محمد عظمت اللہ، ادارہ اسلامیات، لاہور 2009ء
45 نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں، پروفیسر فضل الٰہی، دار النور، لاہور 2009ء
46 خطبہ حجۃ الوداع، ابو عمار زاہد الراشدی، الشریعہ اکیڈمی، گوجرانوالہ، 2007ء
47 اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول، پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن عارف، سید وقار حسن گیلانی، الکتاب ٹرسٹ، لاہور 2008ء
48 کلمہ اسلام کی مختصر تفسیر، رانا محمد جمیل خان، مرکز الندا الاسلامی، لاہور 2009ء
49 The Noble Quran, Translation Dr. Muhammad Taqi-ud-Din Al Hilali. Dr. Muhammad Mohsin Khan

رسائل و جرائد

50 ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ، ہند، جون 2010ء
51 ماہنامہ حق نوائے احتشام، کراچی، اگست، ستمبر 2010ء
52 ماہنامہ البینات، کراچی اکتوبر 2010ء
53 روزنامہ ڈان، انگلش، کراچی





اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھایئے۔

خطاط عبدالمجید دہلوی

''مجھے تو
لفظ خدا
کے استعمال میں بھی تامل ہونے لگا ہے''

''ایک مسلمان کے لیے صرف ان ہی اسماء پر اکتفا کرنی چاہیے جو قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور روایت صحیحہ ثابت ہیں۔ طریق بے خطر اور صراط مستقیم یہی ہے۔ ہم کو تو:

﴿وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ﴾ (سورۃ الاعراف 180/7)

کا حکم بھی ملا ہوا ہے، یعنی اس طریق کو چھوڑ دو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الحاد اختیار کیا ہے۔

اس آیت پر غور کرتے ہوئے مجھے تو لفظ ''خدا'' کے استعمال میں بھی تامل ہونے لگا ہے، گو اس انکشاف سے پیشتر خود بھی ہزاروں جگہ اس کا استعمال ذات الٰہی پر کرتا رہا ہوں۔

امید ہے کہ اس فصل کے مطالب پر غور کے بعد اہل ایمان صرف ان اسماء کو بطور اسماء حسنیٰ استعمال کرنے پر اکتفا کریں گے جو سند اور معنیٰ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ دیگر اسماء کا استعمال نہ کرنا ہی داخل احتیاط اور لائق تعظیم رب الناس ہے''۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَهُوَ يَهْدِىْٓ اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ

شرح اسماء الحسنیٰ، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری (متوفی 1930ء) ادارہ اسلامیات لاہور 1994ء، صفحہ 252
یہ بزرگ سیرت کی شہرۂ آفاق کتاب سیرت رحمۃ للعالمین (3 جلد) کے مؤلف ہیں